



(1694)

3367465

1/2

یوم نکاح مولانا اناسیت مہاراجہ

الحمد للہ کہ رسالہ مفید عوام تالیفات جامع علم و فضل جناب مولوی عبدالعزیز صاحب جیمہ ابوبہری

Tahsil An - Fawar

تائید الرحمن
فی اثبات
وجوب تقیید النعمان

Abul Fazal And Ashah

بہ تئیر سالہ موسومہ مناظرہ مرشد آباد مولفہ جناب مولوی عبدالعزیز صاحب جیمہ ابوبہری

دعوت المطابع مولانا القادر الحق صاحب
سنہ ۱۲۸۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یسبحہ للہ ما فی السموات والارض الملک القدوس الغزیز الحکیم هو الذی بعث فی الاممیین رسولاً
منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزلیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من
قبل لفی ضلال مبین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سید الاولین
والاخرین وعلی اہلہ واتباعہ الطاہرین الطیبین اصحابہ اجمعین
اما بعد بندہ گنہ گار ابو الفضل عبداللہ بنجانی چچا چچ شمس آبادی حال مقیم عظیم آباد فی جیکہ کتاب سہمی کیفیت منظر
مرشد آباد مصنف مولوی عبدالعزیز صاحب جیم آبادی کی دیکھی اور اسکو برخلاف طریقہ مناظرہ کے بلکہ مشتمل اوپر
چند مغالطوں کے پایا اور اکثر خواص اور عوام غیر مقلدین کو اس کتاب پر فخر کرتے ہوئے دیکھا اور آجتک کسی
حلقے نے اسکا جواب نہیں لکھا لہذا بعض اجابے اس خاکسار کو اس کتاب کے جواب لکھنے پر مجبور کیا اور چونکہ کتاب
میں مصنف خفیوں کے دلائل کو پورے طور سے نہیں لکھا بلکہ انکے دلائل کو قطع برید کر کے اپنے دلائل کو قوی
کر دکھایا ہے جس سے دیکھنے والو کو یقین ہو کہ غیر مقلدین اس امر میں حق پر ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اسوجہ
سے اس خاکسار نے اول خفیوں کے دلائل کو کچھ مقدمات اپنے طرف سے ظاہر بیان کیا ہے بعد اسکے مصنف
کے اعتراضات جو اس کتاب میں لکھے ہیں عبارتہ نقل کر کے انکے جواب تحریر میں تاکہ اہل انصاف حق اور باطل میں
تمیز کریں اور اگر اس کتاب میں کسی جگہ پر عبارت یلٹ اور خلاف محاورہ درکار ہو تو غور فرمائیے کہ معاف فرماویں کیونکہ بندہ
اہل زبان نہیں ہے اور اس کتاب کا نام تائید الرحمن رکھا اللہم ایدنا وانصرنا فبقبل منا انشاء اللہ السمیع الدعاء امین ثم

قولہ منجانب تقلیدین یہ لکھا گیا کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک تقلید شخصی واجب ہے منجانب اہل حدیث لکھا گیا کہ ہر لوگ
 تقلید شخصی کو واجب نہیں جانتے کیونکہ شریعت یعنی قرآن و حدیث میں اسکا ثبوت نہیں پاتے اقول واہ حضرت پہلی قسم ہی
 سرسے دعویٰ ہی باطل بلوگوں اپنا دعویٰ یہ لکھا یا کہ ہر لوگ تقلید شخصی کو واجب نہیں جانتے حاصل اس دعویٰ کا نفی علم بالوجوب کی ہے
 نہ نفی نفس وجوب کی پس آپ کے دعویٰ کا مطلب یہ ہوا کہ ہر لوگ کو تقلید شخصی کو واجب علم نہیں اور یہی بہت سی چیزوں کو واجب کیا وجود کا ہی
 آپ کو علم نہیں لیکن وہ چیزیں نفس الامریٰ کو واجب وجود میں پس تقلید شخصی نفس الامریٰ کو واجب قرار دے کر اس کے وجوب کا آپ کو علم نہیں ہے یا
 آپ کے نفس دعویٰ سے ثابت ہوئی دلیل سنئی کیونکہ شریعت یعنی قرآن و حدیث میں اسکا ذکر و ثبوت نہیں پاتے حاصل اس دلیل
 یہ ہوا کہ اگر قرآن و حدیث میں تقلید شخصی کا ذکر ہوتا تو واجب ہوتی لیکن قرآن و حدیث میں تو اسکا ذکر نہیں ہے لہذا واجب نہ ہوگی
 اس دلیل کے یہاں ثابت ہوئی اس چیز کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے وہ چیز واجب حالانکہ ایسا نہیں ہے قرآن و حدیث میں حلال و حرام
 واجب سنت و تحبب مذکور ہیں آپ کی اس دلیل سے سب چیزیں واجب گئیں الغرض آپ کی یہ دلیل دعویٰ عام پر اور جو دلیل دعویٰ
 عام پر وہ مثبت و عائد ہوتی ہیں دلیل مثبت مدعا ہے اس دلیل میں کسی اعتراض نہیں ہے قرآن و حدیث میں یہی لکھا ہوا ہے ایسا ہے
 لفظ تقلید شخصی کا قرآن و حدیث میں نہیں پایا جاتا اس تقلید کے معنی کسی طرح سے قرآن و حدیث کی نہیں منہم وہ تو اگر شریعت
 اول مراد ہے جاوے تو لازم آتی ہے یہ بات کہ جن مسائل کے لفظ قرآن و حدیث میں نہیں پایا جاتے وہ مسائل شریعت سے خارج
 ہو جائیں جیسے القیاس حجة و الاجماع جہتہ دو قصے اس عنوان سے قرآن و حدیث میں نہیں پائے جاتے چاہئے کہ یہ دونوں
 شریعت سے خارج ہوں لاکر یہ دونوں شریعت میں ہیں اور اسی طور پر جو مسائل جماع سے ثابت ہوئے ہیں جیسے خلافت
 حضرت ابوبکر صدیق اور خلافت حضرت عمر فاروق اور خلافت حضرت عثمان غنی اور خلافت حضرت علی کریم
 و جہت شریعت سے خارج ہوں کیونکہ ان سب کے ہی الفاظ قرآن و حدیث میں نہیں پائے جاتے اور اگر شریعت ثانی مراد ہے یعنی تقلید
 شخص کے معنی قرآن و حدیث میں کسی طرح سے نہیں پایا جاتے تو یہ بالکل غلط ہے اس واسطے کہ اکثر آیات قرآن اور احادیث
 سے تقلید شخصی کے معنی مفہوم ہوتے ہیں منجراون آیات لیت طہیو اللہ و اطمینو الرسول و اولی الامر منہ کم
 ہے اور اسی طور پر فاسلو اهل الذکر لکنتم کا تعلق ہے اور احادیث اس باری میں بہت ہیں منجراون کے حدیث ید اللہ علی الجماعہ
 و اتبعوا سواہ الا عظم وغیر ذلک کتب حدیث میں موجود ہیں ان آیات اور احادیث سے معنی تقلید شخصی کے مفہوم ہو جاتا ہے
 اور ثبوت اس دعویٰ کا اپنے مقام میں آتا ہے دوم حدیث سے کیا مراد ہے جنس یا کوئی نفع یا کسی چیز کا کوئی فرد ان میں
 کا اگر جنس مراد ہے تو حدیث موضوع متروک معلل شاذ منکر مضطرب مقلوب محصف مدیح منقطع معلق معضل مرسل مدس
 یہ سب قسم حدیث کی شریعت میں داخل ہونگے پس یہ سب قسم حدیث کے واجب العمل ہونگے حالانکہ حدیث موضوع متروک

و غیر پر عمل کرنا محکم ہے اور اگر کوئی نوع مراد ہے تو وہ نوع باعتبار وجہ کے ہے یا باعتبار صفات رجال کے اگر باعتبار
موجب کے ہے تو وہ منحصر سے متواتر احاد خبر واحدین اور جب ایک نفس ان تینوں میں سے مراد ہو تو لامحالہ دوسری
دو نوع شریعت سے خارج ہونگے یعنی حدیث سے اگر ایک مراد متواتر ہے تو ضرور خبر واحد اور احادیث شریعت سے خارج
ہونگے علیٰ التماس اگر حاد مراد ہے تو متواتر اور خبر واحد شریعت سے خارج ہونگے اور اگر خبر واحد مراد ہے تو متواتر اور
احاد شریعت سے خارج ہونگے اور اگر وہ نوع باعتبار صفات رجال کے مراد ہے تو وہ منحصر ہے صحیح حسن ضعیف میں
اگر بہت صحیح مراد ہے تو حسن اور ضعیف شریعت سے خارج ہونگے و علیٰ التماس حسن اور ضعیف باوجودیکہ صحیح ضعیف
خبر واحد کے اقسام میں انہیں سے ایک قسم مراد لینے سے متواتر اور احاد شریعت سے خارج ہو جائیں گے اور اگر ایک فرد
مراد ہے تو وہ فرد کس نوع کا ہے یعنی متواتر کا فرد ہے یا خبر واحد کا یا احاد کا یا صحیح کا یا حسن کا یا ضعیف کا بہر کیف ایک
فرد ان اقسام کا مراد لینے سے باقی سب اقسام و افراد حدیث کے شریعت سے خارج ہو جائیں گے سو ہم جو مسئلہ قرآن
و حدیث میں پایا جاوے وہ شریعت سے خارج ہوگا تب خلفاء اربع کی خلافت اور صحابہ اور مجتہدین کے
مسائل اور قضایا اجتہاد شریعت سے خارج ہونگے چہارم شریعت نام ہے اوامر و نہی کا اور جو چیزیں ان سے
تعلق رکھتی ہیں جیسے مسائل اجتہاد صحابہ اور مجتہدین کے اور قرآن حدیث شامل ہے اون اوامر و نہی کو جو اون
دو نوع میں پایا جاتے ہیں اور قصص اور امثال اور ذکر جنت اور دوزخ وغیر ذلک کو تب شریعت عام من وجہ قرآن
حدیث سے اور قرآن حدیث عام من وجہ ہے شریعت سے نفس شریعت کے ساتھ قرآن اور حدیث کی تفسیر
ایک عام من وجہ کہ ساتھ دوسری عام من وجہ کے لازم آئی جیسے کوئی کہے کہ انسان یعنی ابیض یا بیض یعنی
انسان یہ تفسیر اور تعریف عرفاً اور عقلاً غلط ہے اور یہی کئے اعتراض آپ کے اس دعویٰ اور دلیل پر وارد ہوتے
ہیں لیکن طوالت بالغ ہے۔ علماء مقلدین کا یہ سوال کہ اگر یہ لوگ تقلید شخصی کو واجب نہیں جانتے تو اقسام
شعریہ میں سے کون قسم جانتے ہیں بہت درست اور صحیح شروط مناظرہ پر صادر ہوا ہے اس واسطے کہ مناظرہ کو
ایسے تعیین دعویٰ جانہیں ضروری ہے مقلدین نے جب تقلید شخصی کو واجب کہا ہے تو ایک عدم وجوب کہنا
کا کافی نہیں ہو سکتا کیونکہ عدم وجوب ایک مفہوم کلی ہے جو حرام حلال فرض سنت تحبب پر صادق آتا ہے
اور یہ ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں آپ کا دعویٰ نہیں ہو سکتیں نب ضرور ایک اون میں سے آپ کا دعویٰ ہوگا پس
اوپر تعین کرنا واجب تہی اور جب آپ کی تعین نہ کی تو آپ کا دعویٰ شروط مناظرہ سے صحیح و درست نہیں
ہو سکتا۔ ملاحظہ عارف صاحب کی تقریر کا حاصل جو مولوی عبدالغنیہ صاحب نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن

میں حریم کی عظمت وارد ہے اور دیکھ لو مقلدین ہیں اقول حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ حریم شریفین
 کی تعریف اور عزت اللہ جل شانہ اور رسول مقبول صلعم فرماتے ہیں اور دیکھ سب علماء محدثین فقہین
 فقیہ مورخین اور سب عوام الناس ان چار اماموں میں سے ایک ایک کو مقلد زمانہ دراز سے پہلے کہتے ہیں
 یعنی کوئی امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں اور کوئی امام شافعی اور کوئی امام مالک اور کوئی امام احمد حنبل کے اور
 وہ ان کے علما کا فعل بالاجماع ہلو گون کے واسطے سند ہی کیونکہ اس جگہ اور وہ ان کے لوگوں کی تعریف اللہ
 اور رسول فرماتے ہیں اور جس جگہ کہ لوگوں کی تعریف اللہ اور رسول فرمادیں ان لوگوں کا فعل
 جواز روی اجماع کے ہو سند ہوتا ہے پس مانے لوگوں کا اجماع تقلید شخصی پر سند ہی اگر کوئی یہ کہے کہ وہ ان لوگوں
 تو ایک امام کے مقلد نہیں ہیں پر تقلید شخصی کیونکر ثابت ہوئی جواب اسکا یہ ہے کہ جب ہر فرقہ کا ایک
 امام ہوا تو ہر فرقے کو اپنے اپنے امام کی تقلید تقلید شخصی ہے تقلید شخصی کے معنی یہ نہیں کہ تمام زمانہ کے
 لوگ ایک ہی امام کی تقلید کریں پس تقلید پر مجتہد کی اس کے مقلدین پر واجب ہے اس تقریر پر جو مولوی صاحب
 صاحب نے اعتراضات کئے ہیں وہ قابل غور ہیں قولہ امام ابو حنیفہ سند میں پیدا ہوئے اور کوئی نہیں ہے
 اور دیکھ زمانہ میں امام مالک مدینہ طیبہ کے امام تھے کیونکہ وہ سترہ میں پیدا ہوئے تھوڑے دن امام ابو حنیفہ سے
 چھوٹے تھے اور تمام اہل مدینہ کے امام تھے انہوں نے امام ابو حنیفہ کا خلاف کیا اور امام ابو حنیفہ نے ان کا
 اور سترہ میں جسمین امام ابو حنیفہ نے انتقال کیا امام شافعی پیدا ہوئے اور وہ تمام اہل مکہ معظمہ کے امام تھے اور
 یہی امام ابو حنیفہ کا خلاف کیا پس ان کی پیروی کرنا اور حنفی مذہب اختیار کرنا حریم کے خلاف کرنا ہے اقول
 یہ تعریف تقلید شخصی کے رد میں بیان کی گئی ہے حالانکہ ہر فرقہ سے اس تقریر کے تقلید شخصی ثابت ہوتی ہے امام
 ابو حنیفہ کے زمانہ میں امام مالک مدینہ طیبہ کے امام تھے اس دعوے سے تقلید شخصی صاف طور پر ثابت ہوئے
 اس واسطے کہ جب امام مالک امام ابو حنیفہ کے زمانے میں مدینہ طیبہ کے امام ہوئے تو ضرور مدینہ طیبہ کے لوگوں کی تقلید
 کرتے ہونگے ورنہ امام ہونے کا کیا فائدہ اور یہ بات ظاہر ہے کہ امام مالک شخص حاضر تھے پس تقلید شخصی امام مالک
 کی آپ کے دعوے سے ثابت ہوئی امام مالک کے امام ہونے کی دلیل سنٹی فرماتے ہیں کیونکہ وہ سترہ میں پیدا ہوئے تھوڑے
 دن امام ابو حنیفہ سے چھوٹے تھے اول تو سترہ برس کے زمانہ کی تھوڑے دن فرمانا کمال دیانت کی دلیل ہے دوم
 اس دلیل کو دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ کوئی مقدمہ و مسلز لا یا جاوے اس دلیل میں فقط
 صغریٰ مذکور ہے کبریٰ کا وجود اس میں بہت ضرور ہے ورنہ یہ دلیل ناقص ہے اور کبریٰ قیاس کا اکثر حصہ اس میں ہے

کہ الامان ذرا وہاں چل کر یہی باتیں جو یہاں بولتے ہیں زبان پر لائے تو میں جانوں کہ آپ بڑے مریدین مگر وہاں
 جا کے امام ابو حنیفہ کے مقلد بنجاتے ہیں تقیہ کر لیتے ہیں یہ فرض نہیں تو کیا ہے پس امام ابو حنیفہ کی پیروی کرنا
 اور حنفی مذہب اختیار کرنا حرمین شریفین کے موافق ہے قولہ دلائل من جانب مقلدین سورة الفحل بارہ چہار و بیستم
 آیت کریمہ ہے فاسئلوا اهل الذکر ان یتلوا علیکم کتباکم لعلکم تتقون قول قرآن شریف میں خداوند کریم نے اسباب سے میں کہتے ہیں
 ارشاد فرمائے ہیں ایک اون میں سے ایک یہی فاسئلوا اهل الذکر ان یتلوا علیکم کتباکم لعلکم تتقون ہے اور دوسری آیت طبعیہ
 اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم ترجمہ تابعداری کرو اللہ کی اور تابعداری کرو رسول کی اور تابعداری کرو اختیار والوں
 کی تم میں سے یعنی جو لوگ تم میں سے اختیار والے ہیں ان کی تابعداری کرو اس میں شک نہیں کہ یہ آیت اولی الامر کی
 تابعداری میں نص صریح ہے باقی رہی یہ بات کہ اولی الامر کے مصداق کون لوگ ہیں اب ہم کہتے ہیں کہ اولی الامر
 کے مصداق بحسب العقل و النقل دو ہی طرح کے لوگ ہو سکتے ہیں حکام اہل اسلام اور علماء دین اسلام اور یہ بات
 ظاہر ہے کہ حکام دین کے کاموں میں یعنی امامت صلوٰۃ و خطبہ و فتویٰ وغیرہ میں محتاج علماء کے ہوا کرتے ہیں لہذا
 حکام مصداق اولی الامر کے نہیں ہو سکتے تب ضرور مصداق اولی الامر کے علماء ہونگے اور علماء بھی دو ہی طرح کے
 ہو سکتے ہیں مجتہدین اور غیر مجتہدین اور یہاں ظاہر ہے کہ علماء غیر مجتہدین کے تابع ہوا کرتے ہیں تب مصداق
 اولی الامر کے علماء مجتہدین ہوں اور جو شخص اولی الامر کا مصداق ہوا وہ اس کی تابعداری واجب ہے پس علماء مجتہدین
 کی تابعداری واجب ہے اور یہی تابعداری تقید ہے اللہ اور رسول کی تابعداری کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان
 اس لفظ کا ذکر اور رد کیا کرے بلکہ اللہ اور رسول کی تابعداری کے معنی یہ ہیں کہ جتنے احکام کتاب اللہ اور
 سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتے ہیں ان سب پر انسان عمل کرے اسی طور پر اولی الامر یعنی مجتہدین کی
 تابعداری کے معنی یہ ہیں کہ مجتہدین کے جمیع مسائل کو ماننے بس مجتہد کے لئے ہی ایک دفعہ ایسا جس میں مسائل
 اوسکے لئے ہوں ہونا بہت ضرور ہے ورنہ جو لوگ بلاد و امصار رعبہ میں رہتے ہیں وہ بسبب دوری اللہ و اللہ
 بعید کے اس کی تابعداری کیونکر کر سکتے ہیں حالانکہ پروردگار عالم اس کی تابعداری کا حکم فرماتا ہے اور وہ دفتر
 نہیں ہے مگر علم فقہ اور اصول و مسالہ علم فقہ اور اصول پر قرآن و حدیث کے عمل کرنا واجب ہے اور یہی حق
 بین اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے اس آیت کے بعد پروردگار عالم نے ایک دوسرا حکم ارشاد
 فرمایا ہے اذ انما نعتمد فی شئ فذوہ الی اللہ ولسوین فی جملہ وکم کسی چیز میں تب رد کردا و سکو طرف اللہ اور رسول
 کے اگر پاوا و سکو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اگر نہ پاوا و سکو کتاب اللہ اور سنت رسول

میں تو رد کرو اور اسکو طرف اولی الامر یعنی مجتہدین کے ورنہ اولی الامر کی تابعداری کا کوئی فائدہ نہ ہوا حالانکہ اگر
 عالم نے اولی الامر کی تابعداری بیاں عطف مستقل بیاں فرمائی ہے پس درحالت نہ پای جانے مسائل التنازع
 فیہا کے قرآن وحدیث میں روکنا اور نفاطرف مجتہدین کے واجب ہے اور بعد کے ماننا اور مسائل کا جنکو
 مجتہدین نے بیاں فرمایا ہے ضرور ہے ورنہ اوکی طرف رجوع کرنے کا کیا فائدہ اور یہ نہیں ہے مگر تقلید
 اسنیت سے ہی تقلید مجتہدین کی ثابت ہوئے آیت فاسئلوا اهل الذکر ان کتبتکم کا تعلو ہے ہی تقلید ثابت
 ہوتی ہے جو باتیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صام میں نہیں پای جاتیں اوکی نسبت خداوند کریم
 فرماتا ہے تب پوچھنا اہل الذکر سے اگر تم نہیں جانتے اور جو باتیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں پائی جاتی ہیں اور انکا
 اہل الذکر سے پوچھنا ضرور نہیں ہے کیونکہ وہ باتیں تو فردوہ الی اللہ رسولین داخل ہیں پس جو باتیں اللہ اور رسول
 کی کتاب میں نہیں پائی جاتیں اور مسلمان لوگ اوکو دین کے مسائل سمجھ چکے ہوتے ہیں اور ان باتوں کا اولی الامر
 اور اہل الذکر سے پوچھنا بہت ضرور ہے کیونکہ اگر ان مسائل دین کو باجوہ مستنافہ فیہا ہونی کے اولی الامر اور اہل
 الذکر سے پوچھا جائے تو تابعداری اولی الامر اور اہل الذکر کی بیفایدہ اور لغو ہو جائیگی اور تانی اشش طبع کی باطل
 ہے پس مقدم ہی مثل اسکی ہے تب مثل نیکوہ کو در صورت متنازعہ فیہ ہونے کے اولی الامر اور اہل الذکر سے پوچھنا
 ضرور ہے اور اسی طور سے یہ مسئلہ تقلید شخصی جو اسوقت متنازعہ فیہ ہو اسکو ہی اولی الامر اور اہل الذکر سے پوچھنا
 یا اوکی کتابوں میں دیکھنا ضرور ہے اور ان لوگوں کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ جو مجتہد کو مجتہد کی تابعداری
 ضرور ہے اور یہ افراط ہے کہ جتنے لوگ خواہ خواص یا عوام اسنیت نے میں موجود ہیں کوئی شخص انہیں سے
 مجتہد نہیں ہے تب ان سبکو مجتہدین کی تابعداری واجب اور ضرور ہے اب ہم کہتے ہیں کہ جو شخص اہل الذکر سے
 وہ اولی الامر ہی ہے اسواسطے کہ تابعداری اہل الذکر کی واجب ہے اور نافرمانی اوکی حرام ہے اور جو شخص طای
 اند اور رسول کے ایسا ہو کہ تابعداری اوکی واجب ہو اور نافرمانی اوکی حرام ہو وہ اولی الامر ہوتا ہے پس
 اہل الذکر اولی الامر میں کبری کی دلیل آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہوتی راضی و اسکی دلیل
 یہ ہے کہ خداوند کریم نے در صورت نجاننے کے اہل الذکر سے پوچھنے کا حکم دیا ہے پس در صورت نجاننے کے
 اہل الذکر سے پوچھنا ضرور ہے ورنہ لازم آتی ہے نافرمانی اللہ کے اور وہ حرام ہے اور در صورت پوچھنے کے مان
 لینا اسکا واجب اور نہ ماننا حرام ہے ورنہ اس حکم الہی کا کوئی فائدہ نہیں ہے پس ثابت یہ بات ہوئی کہ
 اہل الذکر اولی الامر میں اور جہلہ فی الامر مراد مجتہدین میں تو اہل الذکر سے ہی مراد مجتہدین ہی ہونگے اور

یہی مراد ہے جناب مولوی بدایت الدخان صاحب کی آیت **فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** لیکن جناب مذکور
 فرماتے ہیں اسکو بیان کیا تھا تیسری دلیل جعفریہ کے طرف سے کہ **تَقْسِطُ فِي الْأَرْضِ** اصل میں ثبوت میں تقلید شخصی کے
 پیش کی گئی تھی ترجمہ مت فساد کو دنیا میں بعد درست ہونے اسکے اور یہ لوگ غیر مقلدین جو اپنے کو اہل حدیث
 کہتے ہیں بسبب تک تقلید کے دنیا میں فساد کرتے ہیں جسکی وجہ سے آپس میں نفاق اور مارپیٹ واقع ہوتی ہے پس یہ
 لوگ مصداق اس آیت کہ ہوئے تب تقلید کو چھوڑنا حرام ہوا اور مقلد ہونا واجب ہوا اگر کوئی یہ کہے کہ ان دلائل
 سے تو مطلق تقلید ثابت ہوتی ہے نہ تقلید شخصی اور دعوی تقلید شخصی وجوب کا تھا جو اب اہل سنت والجماعت کا
 بعد زمانے صحابہ کے چار مجتہدین مشہورین پر اتفاق اور اجماع ہو چکا ہے اور اوسی زمانے سے ہر فرقہ ایک ایک
 مجتہد کی تقلید کرتا چلا آتا ہے پس ہر فرقے کا ایک ایک مجتہد ہونا ان آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور یہی تقلید
 شخصی ہے قولہ جو اب منجانب اہل حدیث **اقول یہ لقب فرضی انکا یعنی اہل حدیث** دو لفظوں سے مرکب ہے
 اہل کا ترجمہ والے حدیث کا ترجمہ حکایت قصہ کہانی تب اہل حدیث کا ترجمہ حکایت قصہ کہانی والے اور
 یہ بات ظاہر ہے کہ اکثر اہل قصہ اور کہانی چپالے اور کاذب ہو کرتے ہیں پس آپ اپنے اس دعویٰ میں اپنے
 منہ سے جھوٹے اور کاذب ہوئے اور اپنے کذب پر آپ کا یہ دعویٰ گواہی دے رہا ہے یعنی اہل سنت والجماعت
 کے مقابلے میں اپنے کو اہل حدیث کہنا گویا حضرت صلعم کے طریقہ کو چھوڑنے کا اقرار ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت
 کے معنی میں حضرت کے طریقہ والے اور بڑی جمعیت والے آپس میں شخص کو اہل سنت ہونی سے انکار ہے اور کو
 حضرت صلعم کے طریقہ سے انکار ہے اور اہل سنت سوا انکار انکے دعویٰ سے ثابت ہے کیونکہ اگر یہ لوگ اپنے
 کو اہل سنت و جماعت سمجھتے تو جسوقت مقلدین نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک تقلید
 شخصی واجب ہے تو ضرور یہ کہتے کہ یہ دعویٰ ایلوگوں کا غلط ہے اسواسطے کہ ہلوگ بھی اہل سنت و جماعت
 ہیں حالانکہ ہلوگوں کے نزدیک تقلید شخصی واجب نہیں ہے جسے کوئی سنی شیعہ سے یہ کہے کہ تمام اہل اسلام کے نزدیک
 خلافت شیخین کی حق ہے تو ضرور شیعہ اسکے جواب میں کہے گا کہ یہ دعویٰ ایلوگوں کا غلط ہے کیونکہ اسلام کا ایک فرقہ
 شیعہ ہی ہے حالانکہ اوس فرقہ کے نزدیک خلافت شیخین حق نہیں ہے جب اسی حالت میں ان لوگوں نے
 اپنے کو اہل سنت و جماعت کہا اور اہل حدیث کہا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو اہل سنت و جماعت ہونے سے انکار
 ہے اور جن لوگوں کو اہل سنت و جماعت ہونے سے انکار ہوا تو کو طریقہ حضرت صلعم سے انکار ہے پس ان لوگوں
 کو طریقہ حضرت صلعم سے انکار ہے تو اب ہمارے مخالفین معزین کا دعویٰ باین لفظ ہے اہل سنت و جماعت
 نزدیک تقلید شخصی واجب ہے اس دعویٰ میں ان لوگوں نے اپنا لقب مذہبی نام اہل سنت و جماعت

کہا ہے یہ نام یہ لقب تین لفظ سے مرکب ہے اہل سنت جماعت اہل کفر جہد والا جسے اہل عزت عزت والا
 اہل مال مال والا اہل حکومت حکومت والا سنت کے معنی طریقہ رسول یہ مشہور لفظ ہے سب لوگ جانتے
 ہیں تو اہل سنت کی معنی ہوئے رسول کے طریقہ والا اور جماعت کے معنی گروہ یہ بھی سب لوگ جانتے ہیں
 باقی رہا گروہ سے کون گروہ مراد ہے تو سنت کے ساتھ ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس سے وہ گروہ ہے
 جو سنت رسول صلعم کے ساتھ ہو یعنی صحابہ رسول اللہ صلعم کا گروہ تو اہل سنت و جماعت کے معنی ہوئے طریقہ
 رسول طریقہ صحابہ رسول والا ہر چند یہ معنی صاف طور پر ظاہر ہے پہر ہی مزید اطمینان کے واسطے کتاب
 غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت پیران پیر ہی دکھلاتے ہیں السنت ما سنہ رسول اللہ صلعم والجماعت ما اتفق علیہ
 اصحاب رسول اللہ صلعم یعنی سنت طریقہ رسول کو کہتے ہیں اور جماعت اس کو جس پر اصحاب رسول اللہ صلعم متفق ہو
 پہر ایک شخص غیر یعنی امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنا اور اپنے کو اہل سنت و جماعت کہنا نہایت خلاف عقل ہے کیا
 یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص وہ بھی غیر کی پیروی کرنے والا جماعت صحابہ کی پیروی کرنے والا کہا جاوے پس
 کلمات دعویٰ ہی سے تقلید شخصی باطل ہوئی کیونکہ اگر یہ لقب سچا و صحیح ہے تو تقلید شخصی باطل ہے ہر کوئی
 اس واسطے تقلید کی نسبت پہلے اپنے طرف سے کوئی حکم نہیں لگایا کہ اگر ان کے زبان سے اس کا بطلان ثابت ہو جاوے
 تو ہمارے کہنے کی کیا ضرورت اقول اولاً یہ تقریر تقلید کے بطلان کے لئے بیان کی گئی ہے حالانکہ اس سے
 تقلید ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کے معنی اپنے یہ بیان کئے ہیں کہ رسول صلعم کے طریقے اور
 صحابہ رسول کے طریقے والا یعنی حضرت صلعم کا پیرو اور صحابہ کا پیرو اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص کسی کا پیرو
 دین کے معاملہ میں ہوتا ہے وہ اس کا مقلد کہا جاتا ہے پس اہل سنت و جماعت حضرت صلعم کے صحابہ کے مقلد
 ہوئے تب تقلید اس سے ثابت ہوئی نہ باطل ثانیاً اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل سنت و جماعت ایک ہی
 شخص ہے اس واسطے کہ اپنے اہل سنت و جماعت کے معنی اپنے یہ بیان کئے ہیں کہ طریقے رسول اور طریقے صحابہ
 رسول والا اور لفظ والا مفرد پس اہل سنت و جماعت بھی ایک ہی شخص ہو گا نا لٹا صحابہ کا طریقہ بعد حضرت
 صلعم کے تقلید تھا جیسا کہ بیان اس کا آگے آتا ہے پس اہل سنت کا طریقہ بھی تقلید ہی ہونا چاہئے۔ رابعاً اہل سنت
 و جماعت کے معنی غلط بیان کئے گئے ہیں اس واسطے کہ جماعت کا لفظ بواسطے او عطف ہے سنت پر تب معنی عبادت
 کے یہ ہوئے سنت والے اور جماعت والے اور سنت کے معنی طریقہ نبویہ یعنی دین اسلام اور جماعت کے معنی ایک
 گروہ جمعیت والا پس اہل سنت و جماعت کے معنی ایک ہوئے دین اسلام والوں کا ایک گروہ بڑی جمعیت والا اب

انصاف کی انہی سے دیکھ کر یہ معجزہ کس میں پائی جاتے ہیں سوای مقلدین کی جماعت کثیرہ کے یہ ہر مقلد کسی گروہ
 میں نہیں پائی جاتے تمام دنیا میں مقلدین کے برابر کوئی فرقہ اہل اسلام کا نہیں ہوا اہل اسلام کے فرقے
 مشہور و روی زمین پر شیعوں خارجی معتزلی و ہابئی وغیرہ بعضے بعضے ہمارے مقلدین پائی جاتے ہیں ان سب کا
 مجموعہ اہل سنت و جماعت یعنی مقلدین کے گروہ کے عشر عشر بھی نہیں ہو سکتا تب دین اسلام والوں کا
 ایک گروہ بڑی جماعت والا سوای مقلدین کے دوسرا نہیں ہو سکتا۔ خامساً۔ اس اعتراض کو مقلدین کے
 دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے وبالغرض اگر مانا ہی لیا جائے تو یہ اعتراض دعویٰ کی ایک جز پر
 وارد ہو سکتا ہے کیونکہ دعویٰ مقلدین کا یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک تقلید شخصی واجب ہے اور یہ
 اعتراض اہل سنت و جماعت کے لفظ پر جو موضوع اس قضیہ کا واقع ہوا ہے کیا گیا ہے اور بہت وجہ و وجہ کا تقلید
 شخصی کی جو اہل سنت و جماعت کے طرف کی گئی ہے اوسکے بطلان میں اس اعتراض کو کوئی دخل نہیں
 ہے پس دعویٰ کی ایک جز پر اپنی نا فہمی کی وجہ سے ایک مہمل اعتراض کر کے یہ کہتا کہ دعویٰ شرعی کا باطل
 ہو گیا نہایت ہی نا فہمی ہے جیسے کوئی شخص کسی شہر کا ایک مکان گرا ہوا دیکھ کر کہے کہ تمام شہر ویران ہو گیا
 یہ اسکی نا فہمی نہیں تو کیا ہے۔ سادساً لفظ اہل کو مفرد سمجھ کر ترجمہ اوسکا والا بیان کرنا غلط ہے کیونکہ لفظ
 اہل اگرچہ مفرد ہے لیکن معنی جمع کے دیتا ہے جیسے لفظ قوم اور ربط پس اہل عزت کا ترجمہ عزت والے
 اہل مال کا ترجمہ مال والے اہل حکومت کا ترجمہ حکومت والے اہل سنت کا ترجمہ سنت والے۔ سابعاً جماعت
 کے لفظ کو سنت پر عطف کر کے حاصل معنی کو اس طور پر بیان کرنا اور کہنا کہ اہل سنت و جماعت کے معنی
 ہوئے طریقہ رسول اور طریقہ صحابہ رسول والا کمال خوشنویس لیا قتی ہے اجماع حضرت اول عبارت کا مطلب
 تو سمجھتے اوسکے بعد اعتراض کرتے اب ہم آپ کو اہل سنت و جماعت کے لفظ کی ترکیب سمجھا دیتے ہیں مگر پہلو
 نہیں (تعلیم) جب آپ نے جماعت کے لفظ کو معنی صحابہ لیکر سنت پر عطف کیا تب لفظ سنت جبکہ
 آپ نے طریقہ بیان کئے ہیں یہ لفظ طریقہ اس صورت میں لفظ صحابہ کے ساتھ کیونکر مل سکتا ہے اس پر
 آپ لفظ صحابہ کو عطف ہی کر چکے ہیں معطوف کے ساتھ معطوف علیہ کے قبل کا لفظ ملتا ہے نہ خود
 علیہ نحو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں دیکھئے نحو میر تو پڑھ لیجئے بعد اوسکے مباحثہ کا شوق کیجئے یا نا مانا
 ہم پوچھتے ہیں کہ طریقہ صحابہ کا عین طریقہ حضرت صلعم کا تھا یا غیر شق اول آپ کے دعویٰ کے خلاف ہے
 کیونکہ آپ نے دو طریقے بیان کئے ہیں طریقہ رسول اور طریقہ صحابہ رسول اور ایک کو دوسرے پر عطف کیا

اور یہ بات ظاہر ہے کہ معطوف مقطوف علیہ کے غیر ہوا کرتا ہے پس آپ کے بیان سے یہ بات ثابت ہو
 کہ حضرت صلعم کے صحابہ کا طریقہ حضرت صلعم کے طریقہ کے غیر تھا اور اس بات کو کوئی مسلمان نہیں بول سکتا
 مگر فرقہ شیعتہ اس کتاب غنیۃ الطالبین کی یہ عبارت السنۃ ماسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والجماعت
 ما اتفق علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی موید ہے تقلید شخصی اس سے ثابت ہے حضرت صلعم کے اصحاب
 نے بعد حضرت صلعم کے کس چیز پر اتفاق اور اجماع کیا تھا پہلا اجماع اور اتفاق ان حضرات کا حضرت
 ابو بکر صدیق کی خلافت اور امامت پر ہوا تھا یعنی سب صحابہ نے مل کر حضرت ابو بکر صدیق کو امام بنایا
 اور سب کی تقلید کرنے لگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق شخص واحد تھے پس پیروی کرنا
 صحابہ کا حضرت ابو بکر صدیق کی تقلید شخصی ہے اور دوسرا اجماع ان حضرات کا حضرت عمر فاروق کی
 خلافت پر ہوا تھا و علی بن ابی طالب اس تیسرے اجماع اول کا حضرت عثمان کی خلافت پر ہوا تھا اور چوتھا اجماع
 ان سب کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت پر ہوا تھا یہ چار تقلیدیں مکی بعد دیگرے صحابہ کے زمانہ
 میں پای گئیں اور یہ چاروں تقلیدیں تقلیدات شخصی تھیں کیونکہ ہر ایک خلیفہ شخص واحد تھا پس تقلید
 شخصی سنت خلفاء راشدین ہے اور حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ علیکم بسنتی سنت خلفاء الراشدین
 اگر کوئی یہ کہے کہ صحابہ نے خلفاء راشدین کی اتباع کی تھی نہ تقلید کیونکہ اگر وہ لوگ خلفاء کی تقلید کرتے تو
 ضرور مثل حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی کے صدیقی و فاروقی و عثمانی و علیی کہلاتی لیکن ان لوگوں کو
 کبھی کبھی صدیقی و فاروقی و عثمانی و علیی نہیں کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ خلفاء راشدین کے
 مقلد نہ تھے خالی متبع تھے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ تقلید اور اتباع میں کوئی فرق نہیں اتباع ہی کا نام تقلید
 ہے جمہور اصولیین کے نزدیک تقلید کی تعریف اتباع ہی کے ساتھ بیان کی گئی ہے اور وہ یہ ہے ہو
 اتباع غیر المجتہد للمجتہد العدل باقی رہی یہ بات کہ ان صحابہ کو جنہوں نے خلفاء راشدین کی
 اتباع کی صدیقی و فاروقی و عثمانی و علیی نہیں کہتے اس کی وجہ یہ ہے کہ خلفاء راشدین کے مناسب
 مدون کچھ کو کتابوں حضرت نے اصول فروع میں نہیں لکھی تھیں جس کے موافق لوگ عمل کرتے
 اور صدیقی و فاروقی وغیرہ کہلاتے اگر کوئی یہ کہے کہ اس تقریر سے تو تقلید شخصی خلفاء اربعہ کی ثابت ہو
 نہ تقلید شخصی امام ابو حنیفہ کی۔ جواب اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خلفاء اربعہ میں سے ایک کتاب
 بھی ایسی جس میں اصول و فروع دین کے منضبط ہوتے تصنیف کر جاتا تو البتہ امام ابو حنیفہ اور باقی مجتہدین
 کی تقلید کا کوئی فائدہ نہ تھا لیکن چونکہ جب خلفاء اربعہ میں سے کسی نے کوئی کتاب دین کی

اصول و فروع میں تصنیف کی سوا کسی اور صحابی نے بھی کوئی کتاب ایسی لکھی اور وہ لوگ دین کے مسائل ایک
 دوسرے سے زبانی پوچھ لیا کرتے تھے اوس زمانے کے قریب خارجی و رافضی کے پورے زمین عرب میں
 پیدا ہو چکے تھے اور بخود ظاہر ہونے اس فساد کے اُن کی تبنیہ مناسب بھی کی گئی لیکن اشاعت دین و دفع
 فساد باہمی اوس وقت زیادہ تر قابل لحاظ تھا اسلئے تدوین کتاب اصول و فروع کی طرف وہ لوگ متوجہ نہ ہوئے
 اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ہر ایک فرقہ مذکورین نے اپنے اپنے مذہب کی تقویت میں قرآن
 و حدیث سے دلائل لاکر استدلال شروع کر دیا اور اپنے مذہب کو حق اور دوسرے کو نیک مذہب کو باطل
 کہنے لگے الغرض اس قسم کے فساد اس مدت میں پیدا ہوئی تب امام ابو حنیفہ نے دین کے اصول و فروع
 قرآن و حدیث سے مستنبط و اجتہاد کر کے اپنے شاگردوں کو مسائل دین مع دلائل عقلیہ و فقیہیہ تعلیم کرنا شروع
 کیا اور اس بزرگ کی تعلیم کے موافق اُن کے شاگردوں نے کتابیں تصنیف کرنی شروع کیں چنانچہ امام محمد
 بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کم ایک ہزار کتاب خاص دین کے مسائل میں لکھی اور اسی طور پر امام
 ابو یوسف قاضی نے بھی بہت سے کتابیں دین کے باریمین لکھیں اور یہ لوگ بہت بڑے محدث ہی تھے
 چنانچہ امام ابو یوسف قاضی کے حال میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ ایک لاکھ حدیث موضوع یاد رکھتے تھے
 جب ایک لاکھ حدیث موضوع اُن کو یاد تھی تو حدیث صحیحہ کا کیا کوئی شمار کر سکتا ہے کہ اُن کو حدیث صحیح
 کستقدیر یاد ہوگی پس اہل انصاف امام ابو حنیفہ کے علم ورفصل کو ان کے شاگردوں کے گماں سے سمجھ سکتے ہیں
 تب اسی شخص کی تقلید کرنا جس کے شاگردوں نے ہزاروں کتابیں دین کے باریمین اپنے استاد کی تعلیم
 اور اصلاح سے تصنیف کہنی کیا باعث ہو حالانکہ تقلید شخصی سنت خلفاء راشدین ہے پس ایسے شخص طعن
 کرنا اور اُس کے مقلدین کو برا سمجھنا گویا خلفاء اربعہ اور ان کے مقلدین صحابہ پر طعن کرنا ہے قولہ ہر ایک
 شخص غیر کی تقلید کرنا اور اپنے کو اہل سنت و جماعت کہنا نہایت خلاف عقل ہے کیا یہ ہو سکتا ہے
 کہ ایک شخص وہ بھی غیر کی پیروی کرنے والا جماعت صحابہ کی پیروی کرنے والا کہا جاوے اقول
 بجا ہے آپکا یہ فرمانا بہت درست ہے حضرات سیدہ کاہی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق
 پر یہی اعتراض ہے وہ لوگ بھی یہی بات کہتے ہیں کہ باوجودیکہ حضرت صلح کی بیٹی اور دادا اور نواسی
 موجود تھے ہر دو شخصوں غیر یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق نے منصب خلافت و
 امامت کس اختیار سے غصب کر لیا پس جیسا کہ حضرات شیعہ کے کہنے سے حضرت ابو بکر صدیق اور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہیں ہو سکتے اسی طور پر اس کے کہنے سے امام ابو حنیفہ ایک شخص غیر نہیں ہو سکتا
 غیرت سے ایک کیا مراد ہے غیرت ذاتی یا زمانی یا دینے اگر غیرت ذاتی مراد ہے تو حضرت ابو بکر صدیق
 کی ذات حضرت صلح کی ذات بابرکات کے غیر ہے پس جن لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق کی پیروی
 کی ان کا یہ کہا کہ ہم حضرت صلح کی پیروی کرنے والے ہیں بقول آپ کے نہایت ہی خلاف عقل ہے اور
 اگر غیرت سے مراد غیرت زمانی ہے تو یہی یہی اعتراض لازم آتا ہے کیونکہ زمانہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق
 اور زمانہ خلافت حضرت عمر فاروق و علی بن ابی طالب و اسی زمانہ خلافت حضرت عثمان اور حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ کا حضرت صلح کے زمانے بعد ہے تب ان لوگوں کا جنہوں نے ان حضرات کی پیروی کی یہ کہا
 کہ ہم حضرت صلح کی پیروی کرنے والے ہیں بقول آپ کے از حد خلاف عقل ہے اور اگر غیرت سے
 مراد غیرت دینے ہے تو یہ بات لازم آئی کہ دین امام ابو حنیفہ و باقی مجتہدین کا حضرت صلح کے
 دین یعنی اسلام کے غیر ہے اور اس بات کو سوائی یسین آدمی کے دوسرا نہیں بول سکتا پس امام ابو حنیفہ
 کی تقلید کر کے اپنے کو اہل سنت و جماعت یعنی متبع اللہ و رسول کہنا بہت ہی موافق عقل ہے جیسا کہ
 جماعت صحابہ کا خلفاء اربع کی پیروی کر کے یہ کہنا کہ ہم لوگ اللہ اور رسول کی پیروی کرنے والے نہیں
 موافق عقل و نقل ہے تب مقلدین کا اہل سنت و جماعت ہونا اور تقلید شخصی کا واجب ہونا آپ کے
 اسی بیان سے لازم آیا فقہر بعض حضرات یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اگر یہ لوگ یعنی مقلدین اپنے
 کو حضرت صلح کے پیرو جانتے تو اپنے کو محمدی کہتے مگر یہ لوگ تو اپنے کو حنفی اور شافعی وغیرہ کہتے ہیں
 اس سے معلوم کہ یہ لوگ حضرت صلح کے پیرو نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے اس اعتراض کی مثال
 ایسی ہے جیسے کوئی شخص زید عمر بکر وغیرہ رجال کو عظیم بادی اور بخاری سمجھے لیکن پوربی اور سند و ستانی
 نہ سمجھے یہ اس کی خوش فہمی ہے کیونکہ عظیم بادی اور بخاری ہونا مستلزم ہے پوربی اور سند و ستانی
 ہونے کو و علی بن ابی طالب اسی مقلد ہونا مستلزم ہے اہل سنت و جماعت ہونے کو اور اہل سنت و
 جماعت ہونا مستلزم ہے حضرت صلح کے پیرو ہونے کو پس حنفی اور شافعی اور جنہوں نے اور مالکی ہونا
 مستلزم ہے حضرت صلح کے پیرو ہونے کو مان البتہ جو شخص ان چار اماموں میں سے کسی کا مقلد نہیں
 ہے وہ اہل سنت و جماعت نہیں ہے اور جو اہل سنت و جماعت نہیں وہ حضرت صلح کا پیرو نہیں
 ہے قولہ پس کلمات دعویٰ ہی سے تقلید شخصی باطل ہوئی اقول واہ واہ ای سبحان اللہ بلکہ لا حول

ولا قوة الا بالہ حضور نے شاید اہل سنت والجماعت کے لفظ کو دعویٰ سمجھ کر کہا تھا یہ حضور کا خیال باطل
 تھا قولہ کیونکہ اگر یہ لقب سچا و صحیح ہے تو تقلید شخصی باطل ہے اقول حضور نے اپنے خیال باطل پر کیا
 خوب دلیل قائم کی ہے کیا اس لقب کے سچا و صحیح ہونے کو تقلید شخصی کا بطلان لازم ہے ہرگز نہیں
 کیونکہ اس شرطیہ شخصیت کی نفی صادق ہے وہ یہ ہے اس لقب کے سچا و صحیح ہونے کی تقدیر پر
 تقلید شخصی واجب نہایت چنانچہ تفصیل اس اجمال کی کئی مرتبہ گذر چکی ہے اب ہم آپسے پوچھتے ہیں کہ آنحضرت صلی
 اور حضرت صلعم کے اصحاب کے طریق پر بن یا نہیں شوق ثانی تو شاید اب نہ اختیار کریں گے اور شوق اول پر آپ اہل سنت
 و جماعت ہوئی اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک تقلید شخصی واجب ہے پس آپ کی نزدیک تقلید شخصی واجب ہوئی
 دوم اگر ہم اچکا یہہہ عرض ان ہی میں تو یہہہ تعرض فقط اہل سنت و جماعت کے لفظ پر وارد ہوتا ہے نہ دوسرے
 پر لیجئے اب ہم اس لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل دیتے ہیں اور عنوان دعویٰ کو اس طور سے بیان کرتے ہیں
 متقلدین کے نزدیک تقلید شخصی واجب ہے تب اچکا یہہہ تعرض اس وقت اپنی سمجھ پر وارد ہوگا نہ ہمارے دعویٰ پر
 سوم ایک اس دلیل کو آپ کے دعویٰ سے کیا خوب مطابقت ہو دعویٰ یہہہ ہے پس کلمات دعویٰ ہی سے تقلید
 شخصی باطل ہوئی اور دلیل یہہہ ہے کیونکہ اگر یہہہ لقب سچا و صحیح ہے تو تقلید شخصی باطل ہے کیا خوب ہمارے
 تیری لموان ڈولے خیر آباد واہ حضرت جو دعویٰ وہی دلیل شاید صادر علی المطوب بھی آپ کے نزدیک جائز ہے
 قولہ ہلوگون نے اسی واسطے تقلید کے نسبت پہلے اپنے طرف سے کوئی حکم نہیں لگایا کہ ان کی زبان سے
 اسکا بطلان ثابت ہو جائے تو ہمارے کہنے کی کیا ضرورت ہر اقول ادلا بطلان کا ثابت ہونا آپ ہی
 کے خیال باطل میں سمایا ہے ورنہ باطل ثابت نہیں ہوتا نا بنا یہہہ کہنا آپ کا سر سر غلط ہے کیونکہ آپ لوگ
 تقلید نسبت ایک حکم لگا چکے ہیں مگر بقول شخصے دروغ گو را حافظ نباشد کیا آپ لوگوں نے اپنے دعویٰ میں
 یہہہ نہیں لکھا کہ ہلوگ تقلید شخصی واجب نہیں جانتے کیا آپ لوگوں کے نزدیک یہہہ کوئی حکم نہیں ہے حالانکہ
 اس دعویٰ پر ایک دلیل ہی قائم کر چکے ہیں وہ یہہہ ہے کیونکہ شریعت یعنی قرآن و حدیث میں اسکا ثبوت نہیں ہے
 کیا آپ کے نزدیک تقلید کے بار میں یہہہ کوئی حکم نہ ہوا شاید حضور حکم کے معنی ہی نہیں جانتے بر عقل العرش
 بجا یہ کہ نسبت قولہ فاستلواہل الذکر ان کنتم لا تعلمون + جو اس طرف سے ہوتی ہر اول میں اوگ
 فاسے جسکا ترجمہ فارسی میں پس اور ہندی میں تب ہر تو اسکے پہلے کوئی کلام ہونا چاہئے اور سکو مخاطب
 نے کیوں چھوڑ دیا فاسلو کے معنی میں تب پوچھ لو تو مستول عنہ اسکا یعنی کس بات کو پوچھ لو اس نسبت

سے مفہوم ہوتا ہے یا نہیں اور سچا ذکر ہے یا نہیں اقول ہم پوچھتے ہیں کہ اوسکے پہلے کوئی کلام
 سے آپ کی کیا مراد ہے مطلق کوئی کلام خواہ اوسکو اپنے مابعد سے کوئی ربط ہو یا نہ یا یہ مراد ہے کہ
 فاکے ماقبل جو کلام واقع ہوتا ہے وہ علت اور سبب ہوتا ہے فاکے مابعد کے لئے صورت اول آپ کے دعویٰ کے
 خلاف جو اس کلام کا فاکے قبل ہونا اور نہ ہونا دونوں مساوی ہیں تب لامحالہ صورت ثانی مراد ہوگی یعنی فاکے
 کے ماقبل کا کلام سبب و علت ہو فاکے مابعد کے لئے لیکن یہ بات صورت مذکورہ میں نہیں پائی جاتی اس واسطے
 کہ حضرت صلح کے قبل کے رسولوں کا حال ہونا مشرکین کے سوال کا علت اور سبب نہیں ہو سکتا دوم آپ کے اس
 قیاس کا بڑی غلطی ہے اس واسطے کہ اوسکا لقیض سالبہ جز یہ صادق ہے یعنی بعض آیات جنکے اول میں نا ہے
 انکے قبل کوئی ایسا کلام نہیں ہے کہ جو فاکے مابعد کا علت و سبب ہو بلکہ بعض مقام میں تو فاکا مابعد ہی
 علت اور سبب ہوتا ہے فاکے ماقبل کا جیسے اخرج منها فانك بحیم اس واسطے کہ فاکا مابعد یحان پر جو لفظ رحیم
 ہے وہ علت اور سبب اخرج کا سوم اور بھت سوا بات قرآن شریف میں موجود ہیں کہ جنکے اول میں لفظ فاکے
 لیکن فاکے ماقبل کو فاکے مابعد سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسے فاذا انقرض النور فذلک یوم صمدی نور
 عسیر علی الکافر غیر مہمل و علی ہذا القیاس من شاء ذکرہ یہ تین آیات قرآن شریف کا ہیں جنکے اول میں لفظ فاکا لفظ
 ان مقام میں فاکے ماقبل کو فاکے مابعد سے کوئی تعلق نہیں ہے قولہ تب مولوی ہدایت اللہ خالص صاحب
 قرآن انکا لکھ پوری آیت کا ترجمہ پڑھا اور مطلب بیان کیا اوسپر مولوی عبدالغیر صاحب نے یہ کہا
 کہ اہل الذکر کے معنی جو خود بیان کیا ہے یاد والے کس چیز کے یاد والے اوسکو بیان کرنا تھا لفظ یاد والے
 سے نکلتا ہے کہ کسی کی خبر کو کسی کتاب کو کسی قول کو یاد رکھنے والے نہ یہ کہ اپنے تجویز سے اپنے طرف
 سے کوئی بات کہنے والے اور امام صاحب کے قول معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے طرف سے کہا تھا
 اور وہ انکی اپنی بات تھی نہ دوسرے کا قول اور دوسرے کی خبر کیونکہ امام نے کہا اتر کو اقولی بخیر الرسول
 یعنی ہمارا قول حدیث پاکر چھوڑ دو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اپنی بات تھی نہ دوسرے کی خبر نہ یہ
 کیونکہ کہتے ہیں امام صاحب یاد والے نہیں ہوئے اور انکو اہل الذکر نہیں کہہ سکتے اور اس سے وہ دعویٰ
 متقلیدین کا باطل ہوا کہ امام صاحب نے سب باتیں قرآن و حدیث سے کہی ہیں اگر ایسا ہوتا تو امام صاحب
 کا یہ قول نہ ہوتا علی اقول کسی کی خبر کو کسی کے قول کو کسی کی کتاب کو یاد رکھنا اپنے تجویز سے کہنے
 کی منافی نہیں ہے ان دونوں میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے مادہ اجتماع مجتہدین اہل سنت

ہیں وہ لوگ اللہ و رسول کے قول کو بھی یاد رکھتے ہیں اور اپنی تجویز سے اجتہاد بھی کرتے ہیں پس مجتہدین اہل
سنت میں دونوں باتیں پائی گئیں اللہ و رسول کا قول یاد رکھنا اور اپنے تجویز سے اجتہاد کرنا اور ماہ افترقا
جانب سے اس شخص کے جو دوسرے کے قول کو یاد رکھے اور اپنے تجویز سے اجتہاد کر سکے جسے حفاظ قرآن
و حدیث وہ لوگ اللہ و رسول کے قول کو یاد رکھتے ہیں لیکن اپنی تجویز سے اجتہاد نہیں کر سکتے پس اہل سنت
ایک ہی بات پائی گئی اور ماہ افترقا جانب سے اس شخص کو محض اپنی ہی تجویز سے اجتہاد کرنا اور اللہ و رسول کا قول یاد رکھنا
جیسے حکماء منطق اور طبعی اور ریاضی وغیرہ لوگ اپنے ہی تجویز سے فلسفین اجتہاد کیا کرتے ہیں لیکن وہ
لوگ اپنے اس اجتہاد میں اللہ و رسول کا قول یاد نہیں رکھتے حضور نے مجتہدین اہل سنت پر یہ حکم فرمایا
سچہ رکھا ہے اجماعی حضرت ذرا تعصب کی بڑی کھولنی اور انصاف کی انکھولنے دیکھئے کہ مجتہدین کے سب اقوال محض
تجویزی ہی ہیں یا دین اللہ و رسول کے اقوال ہی ہیں یہی کتب فقہ اور اصول کو دیکھا ہے پس آپہی کے بیان سے
ناہت ہو کہ مجتہدین اہل ذکرین کیونکہ آپہی نزدیک اہل ذکر وہ لوگ ہیں جو دوسرے کے قول کو یاد رکھیں اور
مجتہدین ہی اللہ و رسول کے قول کو یاد رکھنے والے ہیں چنانچہ اس بات کو ہم ماہ اجتماع میں بیان کر چکے ہیں
پس مجتہدین اہل سنت اہل ذکر ہیں دوم امام صاحب کو اہل تجویز اور اجتہاد سمجھ کر یہ کہنا کہ وہ یاد الہ نہیں
میں قول بالمتأفین ہے کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو جائز و شرط اجتہاد میں سے ہے چنانچہ آپہی مذہب
ملا معین صاحب اور اسات الیوب نے و اسات میں کتاب و سنت کو جائز و شرط اجتہاد میں سے لکھا ہے
هذا قولہ لا اجتماع السنت والاحکام والقیاس لسان العرب والکتاب فیحتاج منه
عشر اشياء الخاضع العام المطلق والمقيد والحکم والمتشابه المحمل والمفسر الناسخ والمنسوخ والکتاب والما للسنت
فیحتاج لمعرفة مما يتعلق منه بالاحکام ونسائلا الاخبار من ذکر الحجة والناظر یتماح ان يعرف منهما ما يعرف من الکتاب
ويزيد معرفة المتواتر والاحاد والمسئل المسند المنقطع الصحيح الضعيف فيحتاج المعرفة ما جمع عليه
وما اختلف فيه معرفة القياس شرطه انواعه كيف استنباط الاحکام معرفة لسان العرب فيما يتعلق بها ذكرنا
لتعرف به استنباط الاحکام من اصناف علوم الکتاب والسنت +

حاصل اس کا یہ ہے کہ اجتہاد ان چہ چیزوں کو بالتفصیل جاننے کا نام ہے یعنی کتاب اور کے آیات کو اسطور پر
جاننے کی آپت خاص ہے اور یہ عام ہے اور یہ مطلق ہے اور یہ محکم ہے اور یہ مشابہ ہے اور
وہ مجمل ہے اور وہ مفسر ہے اور وہ ناسخ اور وہ منسوخ ہے اور حدیث کو بھی اسطور جاننے کی یہ حدیث خاص ہے

اور وہ عام ہے اور یہ مطلق ہے اور وہ مفید ہے اور یہ محکم ہے اور وہ مشابہ ہے اور وہ مجمل ہے اور
 وہ مفسر ہے اور یہ ناسخ ہے اور یہ منسوخ ہے اور حدیث میں ان باتوں کو جاننے کے بعد حدیث کے اصول
 کو بھی جانتا ضرور ہے یعنی اس امر کو بھی جانتا چاہی کہ یہ حدیث متواتر ہے یا حاکم مسل ہے پسند
 سے یا منقطع ہے یا صحیح ہے یا ضعیف ہے یا متروک ہے یا موضوع ہے یعنی مجتہد اگر قرآن و حدیث کو اس
 تفصیل سے جانے تب تو مجتہد ہو سکتا ہے ورنہ وہ ہرگز اجتہاد پر قادر نہیں ہو سکتا اور یہ کو بھی جانتا ضرور
 ہے کہ کون مسئلہ متفق علیہ ہے اور کون مسئلہ مختلف فیہ ہے اور قیاس کو بھی جانتا چاہی کہ یہ قیاس جلی
 ہے اور وہ خفی ہے اور اسکے شروط کو بھی جانتا ضرور ہے کہ کون کون شرطیں ہوں تو قیاس صحیح ہوتا ہے اور
 کون کون شرطوں سے قیاس غیر صحیح ہوتا ہے اور کیفیت استنباط کو جانتا چاہی کہ کس طور پر احکام استنباط
 کئے جاتے ہیں اور عرب کی زبان کو بھی بخوبی جانتا چاہی۔ ان سب امور کو جانے تب قرآن اور حدیث
 سے احکام استنباط کر سکتا ہے ورنہ نہیں ہر مجتہد کو ان امور کا جانتا تفصیل ضرور ہے اب ہم کہتے ہیں کہ
 امام ابو حنیفہ مجتہد ہیں اور ہر مجتہد ان امور کو تفصیل جانتا ہے پس امام ابو حنیفہ بھی ان امور کو تفصیل
 جانتے ہیں صغریٰ کی دلیل آپ کا یہ قول ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنی تجویز اور اجتہاد سے کہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ امام
 ابو حنیفہ آپ کے نزدیک مجتہد ہیں اور کبریٰ کی دلیل آپ کے ہندب صاحب دراست کا یہ فرمانا کہ اجتہاد کے لئے
 ان سب امور کا ہونا ضرور ہے اس تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام صاحب قرآن اور حدیث کو
 تفصیل سے یاد رکھنے والے ہیں ہر آپ کا یہ فرمانا کہ امام صاحب قرآن و حدیث کو یاد رکھنے والے نہیں ہیں
 افتاب پر خاک ڈالنا ہے اور اپنے منہ سے مصداق اس قول کا ہونا ہے ہاگر نہ بیند بروز شہر چشم چشمہ
 آفتاب را چو گناہ عظم فقط بار دالے سے کیا ہی سمجھا جاتا ہے کہ دوسرے قول یا خبر یا کتاب کے یاد رکھنے والے
 کو بھی یاد رکھنے والا کہتے ہیں کیا اپنے قول یا خبر یا کتاب کو اپنی تصنیف کی ہوئی کتاب کو انسان یا وہ نہیں کہہ سکتا
 کیا یہ حکام لوگ جو مقدمہ اپنے تجویز سے فیصلہ کرتے ہیں تو کیا وہ اپنے تجویز کے ہوئے مقدمہ اور فیصلہ
 کو بھول جاتے ہیں اور ان کو یہ امر یاد نہیں رہتا کہ فلان مقدمہ ہم نے اپنی رائے اور تجویز سے اس طور پر
 فیصلہ کیا تھا کیا ایکو اپنی یہ تقریر میں جو مباحثہ مشہور آباد میں کہیں وہ آپ کو یاد نہیں ہیں ضرور یاد ہیں پہلے
 کہنا کہ دوسرے کے قول یاد رکھنے والے کو یاد رکھنے والا کہتے ہیں اور تجویز نہیں ہے ہر صحیح نہیں پس اپنے قول کو یاد
 رکھنا اور اپنی تجویز سے کوئی بات کہنی منافی نہیں ہے جیسا کہ حضور نے سمجھا ہے چہارم اگر

اہل ذکر کے معنی یہی ہیں جو اپنے بیان کئے یعنی کسی کی خبر کو ایسی کی کتاب یا کسی کے قول کو یاد رکھنے والے تو فہم
ہے کہ اس سوال کا جواب اس خبر یا اس کتاب یا اس قول میں پایا جائے ورنہ سوال کرنے سے کیا فائدہ
اور اہل ذکر آپ کے نزدیک یہود اور نصاریٰ ہیں تو ضرور یہود اور نصاریٰ کی کتاب میں اس سوال کا جواب ہونا چاہیے
حالانکہ توریت و انجیل میں اس سوال کا جواب نہیں ہے تب ضرور جناب باری تعالیٰ کی مراد اہل ذکر سے اہل
راے والا اجتہاد ہو گئے پس آپ ہی کی تقریر سے ثابت ہوا کہ اہل ذکر سے مراد اہل راسی والاجتہاد ہیں اور وہ نہیں
ہیں مگر مجتہدین تب امام ابو حنیفہ آپ ہی کے بیان سے اہل ذکر جو بے سبب ہم پوچھتے ہیں کہ اسد جل شانہ اہل
ذکر ہے یا نہیں شق ثانی باطل ہے کیونکہ خداوند کریم خود فرماتا ہے فاذا کسرونی اذ کس کھڑے یعنی تم یاد کرو مجھ کو
اچھن یاد کروں مگر تب ضرور اسد جل شانہ اہل ذکر ہوا حالانکہ اسد نے اپنے کتاب میں تمام احکام اپنی راسی اور
تجویر سے بیان فرمائی ہیں اسی طور پر حضرت صلعم ہی اہل ذکر ہیں اسد کی کتاب کو بھی یاد رکھتے تھے اور اپنی تجویز
بھی حدیث میں بیان فرماتے تھے و علیٰ ہذا القیاس مجتہدین اہل سنت اسد و رسول کے کلام کو بھی یاد رکھتے تھے اور
اپنی راسی اور تجویز سے بھی اجتہاد کرتے تھے پس لفظ اہل ذکر اور کوشاں ہے ششم اہل ذکر کا مصداق سوا سے
اہل راے والا اجتہاد کے دوسرے شخص نہیں ہو سکتا کیونکہ پروردگار عالم نے خود مسرکین کے سوال کا جواب
دیا ہے اور اوس کے بعد فرمایا ہے کہ تب پوچھ لو اہل ذکر سے اگر تم لوگ نہیں جانتے اس سے صاف طور سے معلوم
ہوتا ہے کہ اہل ذکر سے مراد اہل راسی والاجتہاد ہیں ورنہ پروردگار عالم یوں فرماتا تب پوچھ لو اہل کتاب سے
اگر تم نہیں جانتے او کی کتاب میں بھی اس سوال کا جواب موجود ہے جب خداوند کریم نے اہل کتاب کو فہم کیا تو معلوم
ہوا کہ اہل ذکر سے مراد اہل راے والا اجتہاد ہیں عام طور پر خواہ شان نزول آیت کا عام ہو یا خاص اور جواب
عقلی اور اس سے مطلوب ہے وہ لوگ اپنے عقل سے اس بات کو بیان کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لیکر
حضرت آدم علیہ السلام تک سب پیغمبر جال ہی ہوتے آئے ہیں پس اہل ذکر سے مراد اہل راے والا اجتہاد ہیں
قولہ امام نے فرمایا ہے استرکوا قولی بخبر السعول اقول یہ قول امام کا محمول ہے اور ان شخص
پر جس کے واسطے قدرت اجتہاد اور استنباط کی ہو وگرنہ امام ابو حنیفہ نے قرآن و حدیث سے علم اصول ایجاد
کیا تھا اور اسی اصول کے موافق اجتہاد کیا کرتے تھے اکثر مسائل میں اپنی راے سے چند احتمال اپنے شاگردوں کے
ان کے بیان کیا کرتے تھے اور اپنی راے بھی اوس مسئلہ میں ظاہر کر دیتے تھے اور ان کو کونسی بہم کہہ دیتے تھے
کہ تم لوگ بھی اسی اصول کے موافق اجتہاد کرو تب ہر ایک ان میں سے اپنے علم اور عقل کے موافق اور سنی اصول

رومی سے اکثر مسائل میں دلائل تیار کر کے امام سے اصلاح لیا کرتے تھے اور کسی مسئلہ میں فروعی باتوں میں امام کا اختلاف بھی کیا کرتے تھے چنانچہ اس قسم کے اکثر مسائل فقہ حنفی میں موجود ہیں تب ممکن ہے کہ کسی مسئلہ میں امام کے شاگردوں نے امام سے کہا ہو کہ آپ کا یہ مسئلہ فلاں حدیث کے خلاف ہے تب امام نے کمال یا یا سے یہ کہا ہو کہ اگر کوئی بخیر السعدی یعنی میرا یہ مسئلہ جو آپ لوگوں کو اپنے اجتہاد میں اور حدیث کے خلاف معلوم ہوتا ہے اس کو چھوڑ دو اور یہ حکم امام کا اپنے شاگردوں کے لئے تھا اور یہ بات ظاہر ہے کہ وہ لوگ مجتہد فی الذہب تھے یعنی امام کے اصول کے موافق جزئیات مسائل میں اجتہاد کیا کرتے تھے تب یہہ حکم او نہیں لوگوں کو تھا جو اجتہاد کیا کرتے تھے نہ سب مقلدین کو نہ وہم یہہ بات ایک ہی قول کی نسبت ہو سکتی ہے میں اقوال کی نسبت کیونکہ قول مصدر صغیر ہر طرف یا ضمیر متکلم کے مطلب یہہ ہوا کہ چھوڑ دو تم لوگ میرا یہ قول حدیث کے مقابلہ میں نہ کل اقوال چھارم استقول سے تو تقلید شخصی ابو حنیفہ کی ثابت ہوتی نہ باطل اس واسطے کہ جب امام نے یہہ کہا کہ میرا یہ قول حدیث کے مقابلہ میں چھوڑ دو تو معلوم ہوا کہ امام کے لوگ مقلد اور حکم شناس نہ تھے جن کو امام صاحب نے فرمایا کہ میرا حکم حدیث کے مقابلہ میں چھوڑ دو اور اگر وہی تقلید کوئی نہ کرنا تو اس قول کا کیا فائدہ تھا پس استقول سے تقلید شخصی امام کی ثابت ہونہ باطل قول اس سے وہ دعویٰ مقلدین کا باطل ہوا کہ امام صاحب نے سب باتیں قرآن و حدیث سے کہیں ہیں اگر لیا ہوتا تو امام کا یوں قول نہ ہوتا قول واجتہد انصاف کی انکہ سے دیکھی اور قصہ کی کہی کہ امام کے اس قول سے مقلدین کا وہ دعویٰ ثابت ہوا نہ باطل کیونکہ جب امام نے اس قول کی نسبت جو حدیث کے خلاف تھا یہہ فرمایا کہ میرا قول حدیث کے مقابلہ میں چھوڑ دو تو معلوم ہوا کہ امام کے باقی سابق قول قرآن و حدیث کے موافق ہیں ورنہ ان کے نسبت بھی کچھ فرماتے قولہ جسوقت یہاں آیت اور سری تھی اسوقت کوئی اہل فکر نہ تھا یا نہیں اگر تھا تو اس کو چھوڑ کر دوسرے کو اس کی جگہ قائم کرنے کی کیا وجہ اس قول ہم پوچھتے ہیں کہ جب یہاں آیت اور سری کہ یا ایہذا الذی اسجد و ربک الذی خلقک والذین من قبلک الا یتلوا وسوق انسا کا کوئی فرقہ روئے زمین پر تھا یا نہیں اگر تھا تو اس کو چھوڑ کر اس زمانے کے مسلمانوں پر یہہ حکم قائم کرنے کی کیا وجہ عبادت کا حکم تو خداوند کریم نے اولوگوں کے واسطے فرمایا تھا اب آپ لوگ کیوں عبادت کرتے ہیں قولہ ان کنتم لا تعلمون یعنی اگر تم نہیں جانتے ہو کہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر جانتے ہو تو مت پوچھو اس قول یہہ صحیح اور درست جس چیز کو انسان جانتا ہوا دیکھتا ہے چھنا تحصیل حاصل ہے قولہ اس سے ثابت ہوا کہ خدا و رسول کا حکم یعنی قرآن و حدیث کے جانتے ہوئے مت پوچھو اس قول جو شخص قرآن و حدیث کو بخوبی نہیں جانتا اس کو

عالموں نے پوچھنا بھت ضرور ہے ورنہ وہ شخص دین پر گزر نہیں سیکہ سکتا اور پوچھنے کے بعد ماننا اوس پر واجب ہے
 ورنہ دین اوسکا کیل ہو جائیگا قولہ پوچھنے کے معنی تقلید کرنا یعنی بیدلیل مان لو کیونکر ہوئے بلکہ کچھ ہو سکتا ہے
 کہ دلیل پوچھو کیے بیدلیل پوچھے ہوئے مت مانو پس تقلید اس آیت سے باطل ہوئی نہ ثابت اقول ان کنتم
 لا تعلمون کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ حکم جناب باریکا اونلوگوں کو ہے جو نہیں جانتے پس در صورتہ کجا
 کے پوچھنا اہل علم سے ضرور ہوا اور در صورت پوچھنے کے ماننا واجب ورنہ پوچھنے سے کیا فائدہ اور تقلید کے یہی معنی
 ہیں کہ جس پوچھے اوسکے حکم تباہے ہوئے کو مانے پس تقلید اس آیت سے ثابت ہوئی نہ باطل قولہ بیدلیل پوچھو
 مت مانو اقول کچھ حکم جناب باریکا مشرکین عرب کے واسطے صادر ہوا تھا یعنی تلوگ اگر اسباب کو نہیں جانتے کہ
 بنی سب مرد ہوا کرتے ہیں تو اہل ذکیہ سے پوچھ لو پس کچھ حکم جناب باریکا اونلوگوں کو نفس حکم پوچھنے کو ہوا تھا نہ دلیل
 پوچھنے کو بہم آئیے پوچھتے ہیں کہ بنی کیوں مرد ہوئے ہیں فرشتے کیوں نہیں ہوتے ہیں اسی دلیل تباہی عوام کو
 تو آپ تقلید کرنے میں کہ بیدلیل پوچھے ہوئے مت مانو اب ہم نے اسی کچھ مسئلہ پوچھا ہے اسی دلیل عقلی اور نقلی دونوں تباہی
 دوم قرن و حدیث میں جو باتیں پائی جاتیں ہیں انکو جب عوام لوگ علماء سے پوچھیں گے تو انکی دلیل بھی بقول
 آپکے اولیٰ پوچھنا بھت ضرور ہے اب آپ تباہی کہ نازین ہر دن رات میں پانچہ کیوں ہو میں اور فرہ رمضان
 کا انیس بائیس کیوں ہوا اور زکات سال میں ایک مرتبہ کیوں ہوئے اور حج عمرہ میں ایک دفعہ کیوں ہوا
 قولہ علاوہ ان سب اگر مان بھی لیوں تو امام صاحب سے پوچھنا کیونکر ممکن ہے کیا اللہ نے حکم کیا ہے کہ
 پوچھو اس شخص سے جو ساڑھی گیارہ سو برس پہلے انتقال کر چکا ہے ایسی بات کوئی عقل نہ نہیں کہہ سکتا
 اقول ای سبحان اللہ حضرت آپکے اس مھمل اعتراض کا جواب تو قرآن شریف ہی سے نکلتا ہے اگر آپکو
 ذریٰ ہی عقل ہوتے تو ایسا پوچھ اعتراض نہ کرتے قال اللہ تعالیٰ واذا تنازعتم فی شئی فردو
 الی اللہ ورسول اب ہم پوچھتے ہیں کہ رسول صلعم نے تو قریب چودہ سو برس کے ہوتا ہے کہ انتقال
 فرمایا ہے اور اللہ جل شانہ سے دنیا میں ملاقات محال ہے تب مسائل متنازعہ میں اللہ ورسول کی طرف
 رجوع کرنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے اس کا جواب آپ ہی دیجیگا اللہ ورسول کی کتاب موجود ہے اوس کی طرف
 رجوع کریں گے یعنی قرآن و حدیث میں اوس مسئلہ کو دیکھیں گے اسی طور پر ہم بھی کہیں گے کہ امام ابو حنیفہ
 اگر چہ ساڑھے گیارہ سو سو برس پہلے انتقال کر چکے ہیں لیکن انکے شاگردوں کی کتابیں جن میں امام کے سب
 مسائل اور اقوال لکھے ہوئے موجود ہیں تمام عالم میں منتقل تو اتر بائی جاتی ہیں اور سب مسایل میں کو اور نہ

بڑے تفصیل اور وضاحت سے لکھے ہوئے ہیں پس امام ابو حنیفہ سے بعد انتقال اذکے مسائل پوچھنا خلاف عقل
 نہیں ہے قولہ پورے مضمون آیت معلوم ہوتا ہے کہ مجھ حکم اون لوگوں کے حق میں صادر ہوا تھا جو پیغمبر
 کی رسالت کا انکار کرتے تھے کیونکہ پورا مضمون آیت کا مجھ ہے نہیں ہیجا میں نے اس سے پہلے رسول مکرر
 کو کہہ دیا تھا کہ تم میری طرف اور ان کے پس پوچھو یا دالے سے اگر تم نہیں جانتے ہو یعنی جب کفار مکہ نے کہا
 کہ مجھ محمد صاحب صلوات اللہ علیہ من پیغمبر کو نہ کہہو تب مجھ آیت او تری جیسا کہ ہمارے مخالفین نے خود کہا کہ
 اقول اس مقام میں دو حکم ہیں ایک حکم صحیح سے اور حکم ضعیف ہے حکم صحیح مشرکین کو کہہ دیا تھا کہ تم لوگ
 پوچھو یا اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے ہو اور حکم ضعیف اہل ذکر کو کہہ دیا تھا کہ تبادو تم سے پوچھو پس حکم سوال کرنے
 یا مشرکین کو کہہ دیا تھا کہ تم میں صادر ہوا ہے اور حکم بتانے کا اہل ذکر کے حق میں صادر ہوا ہے دوم قرآن شریف
 کے سب احکام ایک ایک واقعہ خاص میں نازل ہوئی تھے اون احکام کو انھیں واقعہ پر بند کرنا قرآن شریف
 کی تشریف گزشتہ نازل روز و نحوہ کے احکام ایک زمانے میں خاص عرب کے لوگوں کے واسطے نازل ہوئی تھی
 ان احکام کو انھیں لوگوں کے ساتھ خاص کیا جاوے تو بیشک قرآن شریف کی تحریف لازم آوے گی
 اور منصوصیت کا کوئی مسلمان قابل نہیں ہے سو تم پوری آیت قرآن شریف کی مجھ ہے وما ارسلنا
 من قبک الا رجلا نوحی الیہم فالستلوہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ترجمہ صحیح اس
 آیت کا مجھ ہے اور نہیں ہیجا ہم نے قبل تیری مردوں کو وحی بھیجتے تھے ہم طرف ان کے تب پوچھو یا اہل ذکر سے
 اگر تم نہیں جانتے حضور نے کہ ضمیر خطاب کو ضمیر غائب سمجھ کر معنی آیت کے مجھ بیان فرمائے کہ نہیں
 ہیجا میں نے اس سے پہلے رسول مکرر دون کو کس کے پہلے جناب او سکوبیان فرمائے اس مقام پر تو خداوندیکم
 نے خطاب حضرت صلوات اللہ علیہ فرمایا تھا اور پہلے رسول آیت کے کس لفظ سے مفہوم ہوتے ہیں او سکوبھی بیان
 فرمائے قولہ علاوہ برین اس مطلب کے ثبوت میں مجھ سبیل صاحب کا انگریزی ترجمہ بہ نشان صفحہ وسط
 حاضر ہے ناشرین نے لیکر لکھا اقول کیا خوب سبیل صاحب کے ترجمہ کی گرم کہی اور ہر سے تو مقلدین
 نے قرآن و حدیث اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور اوہ ہر سے جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں
 ایک ایک اگر بزرگ قول قرآن و حدیث کے مقابلہ میں دکھاتے ہیں مقلدین نے جو آیات قرآن اور احادیث
 اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کئے او کو تو اپنے اپنے خیال خام میں تقریرات عقیدہ سے اور ادا اور اپنے
 طرف سے سوا سبیل صاحب کے ترجمہ کے کوئی آیت یا حدیث تقلید کے لطلان میں پیش نہ کر سکے وہ حضرت

ایک اہل حدیث ہونا اہل الصاف پر ظاہر ہو گیا اسی حدیث کے آپ اہل بین حضرت صلعم کی حدیث کے اہل
 آپ ہرگز نہیں ہو سکتے سبیل کا ترجمہ آپ پیش کرتے ہیں اوس سبچار کیا اور اوسکے ترجمہ کو کون بوجھتا ہے آپ کو
 اہل حدیث اوسکو مان کر خوشی سے عمل کریں مگر اہل سنت تو اوسکو نہیں مان سکتے اون کے لئے تفاسیر معتبر
 قرآن کے ترجمہ کا فی بین اگر آپ کو سبیل صاحب کی تقلید کرنا منظور ہے تو سب باتیں سبیل صاحب کی تسلیم
 کیجئے سبیل تو اس بات کا بھی قائل ہے کہ محمد صلعم نے قرآن نبایا ہے اور بیکہ ہی اوسکا قول ہے کہ محمد صلعم نبی
 نہیں ہیں اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا ہے وغیر ذلک من الخرافات پس
 ایسے شخص کا ترجمہ جس کا بیکہ عقیدہ ہے قابل سند نہیں ہو سکتا قولہ پھر اس آیت کا مخاطب اپنے کو
 سمجھنا گویا اپنے کو منکر رسالت سمجھنا ہے اقول ہلوگ اپنے کو اہل ذکر اور مجیب اس سوال کا سمجھتے ہیں
 چنانچہ بیکہ بات استدلال آیت سے صاف ظاہر ہے ہلوگوں کا دعویٰ بیکہ ہے کہ تقلید شخصی واجب ہے
 اور آپ لوگ ہمارے اس دعویٰ کو نہیں مان لے جیسا کہ مشرکین کو خداوند کریم نے حضرت صلعم کی زبانی
 فرمایا کہ پیغمبر سب مرد ہی ہوا کئے اور انھوں نے اس قول کو نانا تب جناب باری نے فرمایا کہ پوچھ لو اہل
 ذکر سے اگر تم نہیں جانتے اسی طور پر جب آپ لوگوں نے ہمارے اس دعویٰ کو نانا تب ہلوگوں نے بیکہ
 آیت اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کی جیسا کہ پروردگار عالم نے مشرکین کے ننانے کی حالت میں بھی آیت
 ارشاد فرمائی تھی پس آپ اور مشرکین عرب ننانے اور اس آیت کے مخاطب ہونے میں دو برابر اور مشرکین
 میں اور بیکہ امر ظاہر ہے کہ مشرکین عرب تو منکر رسالت تھے پس آپ ہی ان کے ساتھ ملکر اس امر میں منکر
 رسالت ہوئے قولہ مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب کا بیکہ کہنا کہ دو شخص کے قول پر عمل نہیں ہو سکتا
 محض لغو ہے دو شخص مخالف کے قول پر عمل ایک وقت میں ایک ہی مسئلہ میں نہیں ہو سکتا دو مسئلہ میں یا دو
 وقتوں میں ایک ہی مسئلہ میں کیون نہیں ہو سکتا اقول دو شخص کے قول پر عمل دو وقتوں میں ہی نہیں ہو سکتا
 وجہ اسکی بیکہ ہے کہ دو شخص جب کسی مسئلہ میں مخالف ہونگے تو ضرور ہر ایک دوسرے کے قول کو باطل اور اپنے قول
 کو حق سمجھیں گے اور جو شخص اون میں سے ایک کو قول پر عمل کریگا تو ضرور اوس شخص کے اوس قول کو حق اور
 دوسرے کے اوس قول کو باطل سمجھے گا ورنہ اوس پر عمل کرنے کی کیا وجہ مثلاً امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسیح رب و
 فرض ہے اور امام شافعی کے نزدیک تین بال کا اندازہ فرض ہے جب امام ابو حنیفہ کے اس قول پر کسی شخص
 نے عمل کیا تو ضرور امام شافعی کے اس قول کو باطل سمجھے گا پھر اگر وہی شخص اوسی مسئلہ میں دوسرے وقت

میں امام شافعی کے قول پر عمل کرے تو ضرور امام ابو حنیفہ کے قول کو حسب اول مرتبہ عمل کر چکا ہے
 باطل سمجھ گیا کیونکہ اس سے رجوع کرتا ہے اور کسی قول سے رجوع کرنا بغیر اس کے باطل سمجھنے کے ممکن نہیں
 اور امام ابو حنیفہ کے اس قول کو جب باطل سمجھ گیا تو ضرور اس عمل کو جو امام ابو حنیفہ کے اس قول پر کر چکا ہے
 باطل سمجھ گیا کیونکہ اس شخص کے اس عمل کی بنیاد اسی قول پر تھی جب اس قول کو باطل سمجھ گیا تو ضرور وہ عمل
 اس کا باطل ہو گا حاصل اس کا یہ ہے کہ وہ شخصوں کے قول پر دو فتوئیں ہی عمل کرنا مستلزم ہے بطلان
 عمل کو اور امداد جل شانہ فرماتے ہیں کہ ولا تبطلوا اعمالکم بغیر موت باطل کر دو تم اپنے اعمال کو تب ضرور ہوا کہ
 ہر ایک شخص ایک ہی مجتہد کے قول پر عمل کرے اور یہی تقلید تھی یہ تقلید شخصی کہ ثبوت میں یہی ایک دلیل پیش کی تھی انہو اسواد
 الاعظم الحدیث صحیحی تقلید ثابت کی کہ یہ کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تابعی ہر ایک کو تم لوگ میری جماعت کی اور تقلید میں کی جا
 تمام فرقہ اسلام سے یعنی یہ خارجی معتزلی و مابنی وغیرہ سے بڑی ہے پس بمقتضائے اس حدیث کہ مقلد کی
 جماعت کی پیروی ان سب چھوٹے چھوٹے جماعتوں پر واجب ہے قولہ اس حدیث کا راوی ابو خلف اعمی ہے
 اور اس کو متروک اور کاذب لکھا ہے اقول ابو خلف اعمی کو کاذب کسی نے لکھا ہے اس کو بیان کرنا چاہیے
 تھا بدوں اس کے یہ حرج مبہم ہے قابل التفات کے یحییٰ بن سکتی قولہ حسب قوت پیغمبر نے یہ فرمایا تھا اور
 کوئی بڑا گروہ تھا یا یحییٰ بن سکتی ضرور کھنا ہو گا کہ صحابہ کی جماعت غلطہ موجود تھی پھر اس جماعت کی پیروی
 چھوڑ کر ایک شخص غیر کی جو انہی برس پیچھے پیدا ہوا تقلید کرنا صحیح حکم پیغمبر کے خلاف ہے اقول حسب قوت حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے حدیث فرمائی تھی اور سو کوئی بڑا گروہ تھا اس واسطے بڑا گروہ نسبت چھوٹے گروہ کے کہا جاتا ہے اس وقت کوئی چھوٹا
 گروہ ایسا کہ حکم پیغمبر کی مانند نہ تھا ورنہ یہ بات لازم آتی کہ جسے صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں مانتے تھے اور بعض مانتے تھے
 اور جو مخالف حکم مانتے تھے وہ لوگ بہت بڑے گروہ تھے اور جو صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں مانتے تھے وہ لوگ چھوٹا گروہ تھے
 حالانکہ ایسا نہیں ہے تب یہ قول حضرت صلعم کا بطور مشین گوئے کے تھا جیسے اجماع جماعت حضرت صلعم کے تھے ویسا ہی
 ایک منجورہ یہ ہے تھا حضرت صلعم کو معلوم تھا کہ میری امت میں بھت فرقے ہو جائیں گے چنانچہ یہ منجورہ اکثر حدیثوں
 میں موجود ہے اور اختلاف اس امت میں حضرت عثمان کی خلافت میں شروع ہو گیا تھا چنانچہ حضرت عثمان
 کی شہادت کی وجہ یہی اختلاف ہی ہو گیا تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں خارجیوں نے خرچ
 کیا بعد ایک زمانہ کے حضرت زید شہید سے روافض نے کنارہ اختیار کیا اسی طور پر معتزلہ اور مجسمہ اور قیدی
 اور مرجعہ وغیرہ وغیرہ اس جماعت کبیر سے ہزار سالے میں جدا ہوتے رہے اور اس جماعت کبیر کا نام اہل

وجماعت ہے اور مجھ لوگ مقلدین ہیں اور صحابہ کی پیروی کرنے والے ہی یہی لوگ ہیں اور امام ابو حنیفہ کی پیروی ویسی ہے جیسے پیروی صحابہ کہا حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں امام ابو حنیفہ کی پیروی ایک شخص غیر کی نہ ہوئی اور اس کا کوئی ہم بخت بڑی تفصیل سے لکھ چکا ہے میں قولہ حب قول مولوی عبدالحق مناظر کے جو اس کتاب میں اوکڑے کہ صحیح بخاری کو سارے اہل اسلام نے قبول کیا اور نوئے ہزار علما نے اس کو مصنف سحر یا مولوی عبدالحق کی وہ کتاب نکال کر دکھائی صحیح بخاری کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنا سواد اعظم کے خلاف کرنا ہے اقول اول تو اس تقدیر پر امام بخاری کی تقلید شخصی ثابت ہوتی ہے تمام اہل اسلام کا صحیح بخاری کو قبول کرنا ایسا ہی ہے جیسا تمام اہل اسلام کا امام ابو حنیفہ کو قبول کرنا ہے ہزار و چالیس نے صحیح بخاری کو مصنف سمجھا ہے اور امام ابو حنیفہ سے تمام اہل اسلام نے علم اصول اور فقہ تعلیم پایا ہے ان کے شاگردوں نے ہزاروں کتابیں مثل صحیح بخاری کے علم حدیث اور فقہ میں لکھی ہیں جن کو کئی ہزاروں علما نے امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں سے پڑھا ہے پس ان کتابوں کو چھوڑ کر صحیح بخاری کی تقلید کرنا سواد اعظم کے خلاف کرنا ہے امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنے والے ہر ایک شہر میں نوے ہزار سے زائد ہیں اور تمام اہل اسلام کے شہروں کو خیال فطرے کہ امام ابو حنیفہ کے پیرو زیادہ ہیں یا امام بخاری کے انصاف کو مت چھوڑی پس امام ابو حنیفہ کو چھوڑ کر صحیح بخاری کی تقلید کرنا سواد اعظم کے خلاف کرنا ہے قولہ بڑی گروہ سے مراد اگر یہی ہے جو اس طرف سے بیان کیا گیا ہے تو قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن میں ہے الذین امنوا و عملوا الصالحات قلیل ما حصہ حکما مطلب یہ ہے ایمان والے بنو کا تھوڑی ہیں اور دوسری آیت میں ہے قلیل من عبادی الشکور یعنی بندے شکر گزار تھوڑے ہیں جس کے ثبوت میں بل جہاں کا ترجمہ حاضر ہے اقول قرآن کے معنی مطلب ہی آپ خوب سمجھتے ہیں اس میں کیا تعجب ہے دنیا میں کفار کی تعداد کھین مسلمانوں سے زیادہ ہے پہر مسلمانوں کو قلیل فرمانا کیا تعجب کی بات ہے اور دوسری آیت میں خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ شکر گزار بندے تھوڑے ہیں شکر گزار ہونا اور چیز ہے اور مسلمان ہونا اور چیز ہے ممکن ہے کہ بندہ مسلمان ہو اور اللہ جل شانہ کا شکر گزار نہ ہو جیسو اس زمانے کے اکثر مسلمان لوگ وہ سب مسلمان تو ہیں لیکن شکر گزار بخت ہی کم ہیں قولہ بڑی گروہ کے معنی حسب بیان اس طرف کے اگر یہی ہوں کہ جہاں جس طرف آدمی زیادہ پائے جاوےن اس طرف ہو جاوے تو بنا ہر اسکے انسان وہی میں رہے تو سنی رہے اور لکھنؤ میں آوے تو شیعہ ہو جاوے کیونکہ وہاں شیعہ زیادہ ہیں ایسا ہی مرشد آباد میں اگر شیعہ ہو جاوے کیونکہ جہاں

شیعوں کی جماعت نبری ہے اگر بڑی گروہ کا مطلب یہی ہے جو اوس طرف سے بیان کیا گیا ہے تو حضرت امام حسین
 علیہ السلام کو شہید کرنا درست ہو جاوے کیونکہ بنیہ کے طرف سے بھت لوگ تھے اور ان کے طرف تھوڑے قول
 لکھنوا اور مشد آباد میں شیعوں کا زیادہ ہونا اسباب کو مستلزم نہیں ہے کہ تمام رو زمین پر شیعوں کی جماعت
 شیعوں کی جماعت سے زیادہ ہے اور بڑے جماعت بہ نسبت افراد مسلمانوں کی کہی جاتی ہے بہ نسبت مقامات
 مسلمانوں کی پس لکھنوا اور مشد آباد میں شیعوں کی اگرچہ اہل سنت سے کسی قدر تعداد زیادہ ہے لیکن تمام
 رو زمین کی شیعوں تمام اہل سنت سے زیادہ نہیں ہیں بلکہ تمام رو زمین کی شیعوں اہل سنت کی عشر عشر ہی
 نہیں ہو سکتی اور اسی طور پر خارجی و باہی معتزلی وغیرہ سب اہل سنت سے بہت ہی کم ہیں اور ان کو پہنچو
 یہ حکم ہے کہ تم پیروی کرو سواد اعظم کی اور امام حسین علیہ السلام کو بنیہ ایک ہی جماعت کے افراد ہے لیکن
 بنیہ نے امام حسین علیہ السلام کو ظلماً شہید کر دیا اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ وہ لوگ دیگر وہ
 تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا درست ہونا یا نہ درست ہونا اسکو جماعت کی کثرت اور قلت
 سے کوئی تعلق نہیں ہے اسکی بنا ظلم پر ہے قولہ تیسری دلیل دس طرف سے آیت لا تفسدوا فی الارض
 پرش ہوئی ہے جسکا مطلب اسی قدر ہے کہ مت فساد کرو زمین میں اسکو ترک تقلید سے کیا تعلق ہے قول
 اس آیت سے ترک تقلید کی حرمت ثابت ہوتی ہے اسواسطے کہ ترک تقلید کے معنی یہ ہیں کہ مجتہد کے
 قول کو نہ ماننا اہل نو مجتہد کے قول کو نہ ماننا حرام ہے بوجہ اسکے کہ خداوند کریم اوسکی بعداری کا حکم فرماتا ہے
 چنانچہ تفصیل اسکی گذر چکی ہے دوم تقلید کو چھوڑ کر آزاد ہونا اور مجتہدین پر طر حطر حکے طعن اور
 اعتراض کرنا موجب فساد ہے اسی وجہ سے مسلمانوں میں حد اور نفاق پیدا ہوتا ہے جسکے سبب سے اولوگوں کو
 مسلمانوں نے اپنے اپنے مساجد سے نکال دیا ہے اور اہل سنت و جماعت میں انکو نہیں شمار کرتے پس
 تقلید مستلزم ہے فساد کو اور جو چیز مستلزم فساد کو ہو اوس سے خداوند کریم منع فرماتا ہے اور جس چیز
 سے خداوند کریم منع فرماوے وہ چیز حرام ہو گئی پس ترک تقلید حرام ہے قولہ یہ تغیر بر جناب المصائب
 مولانا ابوالحسن صاحب کی کہ اگر کچھ لوگ غیر مقلدین تقلید کو واجب نہیں جانتے تو ضرور جائز
 جانتے ہونگے اور امر جائز اگر موجب فساد ہو تو اوسکا ترک ضرور ہے میں کہتا ہوں کہ درمیان عدم فعل
 اور فعل بالجواز کے لزوم سمجھنا اسکا جواب سوا اسکی کہ میں جناب مولانا کے علم و فضل و رفعت و
 ہوشیاری اور دل آویز نہیں کہہ سکتا میں نے تو تقلید کی نسبت اپنے طرف سے کوئی حکم نہیں لگایا اس

لئے کہ ان کے بیان اور دلائل سے خود اس کا اعلان اور حرمت اگر نکلاں تو میرے کہنے کی کیا ضرورت اقول
 اول تو اس کا جواب ہم تعین دعویٰ غیر عقیدین میں نیچے ہیں مگر تھوڑا سا بیان اس کا سلسلہ تشفی سائل کے یہاں بھی کیا جاوے
 جب بلوک تقلید کو واجب نہیں جانتے تو جائز جانتی ہیں یا جائز و عدم جائز نہیں کہتے ہیں یا جائز اور عدم جائز دونوں نہیں کہتے اگر
 مطلب یہ ہے کہ تقلید شخصی نہ جائز ہے اور عدم جائز ہے تو ارتقا نقیضین لازم آتا ہے اور وہ عقلاً
 محال ہے تب ضرور اندونو شقون میں سے ایک شق آپ کی مراد ہو گے اور اگر کچھ شق مراد ہے کہ تقلید شخصی
 جائز ہے تو ایک امر جائز موجب فساد ہوا اور جو امر جائز موجب فساد ہو ترک اس کا واجب ہوتا ہے پس
 ترک تقلید شخصی واجب اور وہ بعینہ قول ابو جوبہ اور اگر شق ملوہ کہ تقلید جائز نہیں ہے تو یہاں ایک دعویٰ ہو اس کی
 دلیل قائم کرنا چاہئے ورنہ دعویٰ بلا دلیل قابل سماعت نہیں ہو سکتا قولہ اس آیت میں لفظ اجد اصلاً
 مخا طب نے نہیں معلوم کیوں چھوڑ دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ بعد درست ہو جانے زمین کے اوسین فساد مت
 کرو یعنی بعد ٹھیک ہو جانے کے مت بگاڑو تو میں کہتا ہوں کہ بنا براس آیت کے ٹھیک اور درست ہو جائیگا
 زمین کے ایک زمانہ معین ہونا چاہئے جس کے بعد بگاڑنا ناجائز نہیں ہے پس میں پوچھتا ہوں کہ زمانہ رسالت
 و زمانہ صحابہ میں زمین ٹھیک و درست ہو چکی تھی یا نہیں ٹھیک و درست نہ ہونا اوس زمانے میں تو کوئی سببان
 نہیں کہہ سکتا پس اوس درستگی کو اول کس نے بگاڑا دیکھنا چاہئے کہ کارخانہ دین اوس وقت کس طرح تھا اور
 پھر بدایا یا نہیں اور کس نے بدلا پس واضح ہو کہ پیغمبر نے مثلاً وضو کرنا لوگوں کو سکھایا اور تیس برس تک ہر روز پانچ
 دفعہ وضو کر کے بتایا ہزاروں لاکھوں آدمی سے اپنے سامنے وضو کر کے طریقہ وضو کو ٹھیک کیا پھر مدت دراز
 تک ہزاروں لاکھوں ان کے اصحاب نے اسی طرح وضو کرتے رہے اور لوگوں کو بتاتے رہے کہ پہلے گھٹون
 تک ہاتھ دھوئے پھر کلی کرتے تاک میں پانی دیتے پھر منہ دھوئے پھر ہاتھ کہنیوں تک دھوئے پھر سارے
 کمر مسح کرتے پھر دو نو پیر دھوئے امام ابو حنیفہ نے جو اسی برس پیچھو پیدا ہوئے یہ بات نکالی کہ پیغمبر نے
 جس طرح سے وضو کیا اور لوگوں کو بتایا اوس طرح ضرور نہیں بلکہ صرف منہ دھونا اور ہاتھ دھونا کہنیوں تک
 اور چوتھائی سر کا مسح اور پیر دھونا اور وہ بھی ایسی دفعہ یعنی لگاتار دھونا ضرور نہیں بلکہ پہلے منہ دھو لیں
 اور کہنے بعد ہاتھ دھو لیں اور اسی طرح مسح سر اور پیر دھونا کافی ہے یا پہلے پیر دھو لیں پیچھے منہ دھو لیں
 اسی طرح نماز میں بھی بتایا کہ جس طرح پیغمبر نے نماز پڑھی اور بتائی ہے ضرور نہیں بلکہ چند باتیں اس میں
 کر لینا کافی ہے خود مولوی عبدالحق نے کہا ہے کہ قرآن میں پہلی شراب حرام اور حدیث میں ہے کہ پہلی چیز

فتنہ والی حرام کرام ابو حنیفہ نے اسنی بس چھوڑ کر بھی کہا کہ صرف چار قسم کی شراب حرام ہے براندی شوق
 سے پو پو شوق سے پو جسکے لئے بھوک شوق دینا ضرور تھیں ہدایہ کا ترجمہ انگریزی ہمارے نالٹون کے پاس
 موجود ہے اگر بھیہ لوگ انکار کریں تو وہ لوگ دیکھ سکتے ہیں غرض امام ابو حنیفہ نے جمیع امور دینی میں ضروری
 و غیر ضروری نکال کر عنوان سابق کو بدل دیا اور عبادت کی تقسیم چار حصوں پر کر دی فرض واجب مستحب
 حالانکہ بھیہ تقسیم زمانہ رسالت میں اور صحابہ میں نہ تھی پس کار بار عبادت کو بعد درست ہونے کے کسی لگا کر ہمار
 منی طبعین معززین اسکو تبا و بن کہ امام ابو حنیفہ نے کس اختیار سے اپنی رائے لگا کر ارکان عبادت
 کی تقسیم چار پر کر دی اور خود اپنے ہی قول سے وہ کیوں مورد اس آیت کے نہونگے اقول حاصل انکی
 اس تفسیر بطویل کا یہ ہے کہ دین میں اجتہاد کرنا فساد ہے اور بعد حضرت صلعم کے امام ابو حنیفہ ہی نے فیضا
 یعنی اجتہاد کیا ہے اور یہ دو دونو باتیں سراسر غلط ہیں دین کے امور میں کوئی ایسی بات جسکی ممانعت حضرت صلعم
 سے ثابت نہیں ہے بڑا نا موجب فساد نہیں ہو سکتا حضرت صلعم کے زمانہ میں قرآن شریف جمع نہ تھا حضرت
 ابو بکر صدیق نے حضرت عمر فاروق کے زیر اصرار سے قرآن شریف کو جمع کیا۔ حدیث حضرت صلعم اور صحابہ
 صلعم کے زمانہ میں جمع نہ تھی محدثین نے اپنے کوششیں بلیغ کرلو سکو جمع کیا حضرت صلعم کے زمانے میں تراویح
 کی نماز ہمیشہ جماعت کے ساتھ نہیں ہو کر تے تھو حضرت عمر فاروق نے اپنے رائے سے اسکو جاری کیا حضرت
 صلعم کے زمانہ میں جمعہ کے روز اذان ایک ہی ہو کر تھی تھی حضرت عثمان ذی النورین نے دوسری اذان کا
 حکم دیا حضرت صلعم کے زمانے میں جمعہ اور عیدین کی نماز شہر کو ایک ہی مسجد میں ہو کر تھی تھی حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ نے شہر مسجد و منین نماز مذکور کا حکم دیا اگر دین میں کوئی ایسی بات بڑا نا جسکی ممانعت حضرت صلعم
 سے ثابت نہیں اور اوسمین دین کا نفع ہے موجب فساد ہو تو لازم آتی ہے یہ بات کہ حضرت ابابکر صدیق
 کا قرآن جمع کرنا اور حضرت محدثین کا حدیث جمع کرنا اور حضرت عمر فاروق کا نماز تراویح کو ہمیشہ جماعت کے
 ساتھ پڑھنے کا حکم دینا اور حضرت عثمان ذی النورین کا دوسری اذان جاری کرنا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 و شہر کے سب مسجدوں میں نماز جمعہ و عیدین کا حکم دینا بقول آپکے بھیہ امور موجب دین حالانکہ ان سب امور کو
 کوئی مسلمان موجب فساد نہیں کہہ سکتا مگر فرقہ ضالیہ اور بات ظاہر ہے کہ ان حضرات نے بھیہ سب امور اپنے
 رائے اور اجتہاد سے کیے تھے پس دین میں کوئی ایسی بات پیدا کرنا جسکی ممانعت حضرت صلعم سے ثابت نہیں
 اور اوسمین مسلمانوں کا نفع ہے سنت خلفاء اربع ہے اور حضرت صلعم نے فرمایا ہے علیکم بسنتی و سنت

خلفاء راشدین یعنی تہ میری سنت کی پیروی واجب ہو اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی واجب نہ ہو امام ابو حنیفہ کا عبادت کی تقسیم چاروں نمبر کے انبیاء میں واجب نہ تھا جب تک سنت خلفاء راشدین کیونکہ یہ فعل امام کا اپنی راہ اور اجتہاد سے واسطے نفع مسلمانوں کے تھا جیسا کہ خلفاء راشدین کے افعال مذکورہ بالا واسطے نفع مسلمانوں کے اپنی راہ کے اور اجتہاد سے تھی پس امام ابو حنیفہ کو اجتہاد کی وجہ سے بانی فساد کہنا گویا خلفاء راشدین پر طعن کرنا ہے عبادت کی تقسیم کے بارہ میں جو اعتراض امام ابو حنیفہ پر کیا گیا ہے وہ بعینہ حدیث کی تفسیر کے بار میں حضرت محدثین پر وارد ہوتا ہے حضرت محدثین نے حضرت صلح کے قول و فعل یعنی حدیث کو کس اختیار سے صحیح صحیفہ موضوع متروک منکر شاہ منقطع وغیرہ وغیرہ سچا سون قسم بنا ڈالے حالانکہ اچھے قسم حدیث کو حضرت صلح اور صحابہ کے زمانہ میں نہ تھے پس بقول آپ کے حضرت محدثین نے کار بار دین کو بعد درست ہونے اور اسکے بدل کر دیا اور وہ لوگ اپنے اس فعل کی وجہ سے مصداق لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا کے کیوں نہ ہو گئے شرب کا مسئلہ جبکہ بقول آپ کے صاحب ہدایہ نے حلال لکھا ہے اوس سے بڑھ کر امام بخاری نے شرب کو حلال لکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کی تحقیق میں ہم ایک منقول رسالہ لکھیں گے لہذا زیادہ تفصیل سبکی بہان ضرور نہیں قولہ حدیث کا مطلب صاف کہلا ہوا ہے کہ جو شخص دین اپنا چھوڑ کر جماعت سے نکل جائے یعنی مرتد ہو کر جماعت اہل اسلام سے نکل جاوے کھانا پینہ مضحکہ ان تقلید چھوڑ دینے والا قول دین چھوڑ کر مرتد ہونا اور تقلید چھوڑ کر غیر مقلد ہونا یہ دونو جماعت اسلام سے نکلنے میں برابر ہیں اور مرتد کا حکم شریعت میں مار ڈالنے کا ہے اور غیر مقلد کا قصور جو کہ کسی قدر مرتد سے کم ہے لہذا اسکو در مار کر تو بڑا کر پہر جماعت اسلام میں داخل کرنا چاہئے اور ایک حدیث مقلدین نے تقلید کے ثبوت میں یہ پیش کرتے ہیں من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصائی اللہ یعنی میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور میری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے ومن اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصی امیری فقد عصیانی اور میرے امیر کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میرے امیر کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ لفظ امیری کے معنی میرے دین کے پیشوا تب معنی حدیث کے سمجھ ہوئے کہ میرے دین کے پیشوا کی تابعداری میرے امیر کی ہے اور اوسکی نافرمانی میری نافرمانی ہے اور سمجھ بات ظاہر ہے کہ حضرت مجتہدین حضرت صلح کے دین کے پیشوا ہیں پس انکی تابعداری حضرت صلح کی تابعداری ہے اور انکی نافرمانی حضرت صلح کی نافرمانی ہے اور لفظ امیری کے معنی سمجھ نہیں ہیں کہ جبکہ میں نے امیر بنایا ہو ورنہ یہ بات لازم آتی ہے کہ جن خلفاء و اولی الامر کو حضرت

نے امیر مہین بنایا اذکی تا بعداری واجب نہو حالانکہ اولی الامر کی تابعداری واجب ہو جو دیکھو کہ حضرت صلعم
 نے امیر مہین بنایا و علیہ القیاس خلفاء اربعہ کو حضرت صلعم نے امیر مہین بنایا حالانکہ اذکی تابعداری باقی
 صبابہ پر واجب تھی تب معلوم ہوئی چھ بات کہ امیری کے معنی دین کے پیشوا خواہ او سکھ حضرت صلعم نے امیر
 بنایا ہو یا مسلمانوں نے پیشوا بنایا ہو اور مجتہدین کو تمام مسلمانوں نے پیشوا بنایا ہے پس وہ لوگ مصداق
 اس حدیث کے ہو سکتے ہیں اور ان کو تقلید واجب ہے قولہ یا نجوین دلیل اس طرف کی من اطاع اللہ ہی جس سے
 امیر کی اطاعت نکلتی ہے میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں کو اول چھ بات ثابت کرتا تھا کہ امام صاحب اذکی امیر ہو
 پیچھے بھ حدیث پیش کرتا تھا ایسا نثر دلیل ہے علم اور فضل اور مناظرہ دلی کی اقول امام صاحب کا امیر ہونا
 اظہر من الشمس ہے قریب بارہ سو برس کے تمام مسلمانوں نے ان کو اپنا امیر اور پیشوا بنایا ہے اور ہر زمانے کے لوگ
 او کی پیروی کرتے چلے آتے ہیں پس وہ مصداق اس حدیث کہ ہو سکتے ہیں قولہ لفظ امیری کے معنی خود بیان
 کئے ہیں کہ جس کو میں نے امیر بنایا ہو چھ لفظ چاہتا ہے کہ امیر کا وجود زمانہ رسالت میں ہو ورنہ یہ کیونکر صادق
 ہوگا جس کو میں نے امیر بنایا پس اذکی امام جو انبی بر سر کے بعد پیدا ہوئے کیونکہ اس کی مصداق ہو سکتے ہیں
 اقول لفظ امیری کے معنی میر دین کے پیشوا خواہ اذکی حضرت امیر بنایا ہو یا مسلمانوں نے اور ان پیشواؤں
 وجود حضرت صلعم کے زمانہ میں ہو یا ضرور نہیں ہے ورنہ جتنے اولی الامر اور خلفاء بعد زمانہ حضرت صلعم کے
 ہوئے ہیں اذکی تابعداری واجب نہوتی حالانکہ خلفاء اربعہ اور باقی اولی الامر کی تابعداری واجب اور ضروری
 ہے امام ابو حنیفہ اگر چنانچہ بر سر بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن مسلمانوں نے ان کو اپنا پیشوا بنایا ہے اور ان
 زمانے سے لیکر آج تک اذکی پیروی کرتے آتے ہیں پس وہ مصداق اس حدیث کے ہے قولہ علاوہ ان سب امیر کی
 اطاعت اور رسول کی اطاعت دونوں اس حدیث میں مذکور ہے اور اطاعت رسول کی مقدم ہے کہ اذکی نافرمانی
 خدا کی نافرمانی ہے پس اگر حکم امیر و حکم رسول میں اختلاف ہو تو اس وقت انسان کیا کرے یا حاضر اس وقت
 رسول کا حکم مقدم ہو گا ورنہ خدا کی نافرمانی لازم آوے گی جیسے بلاشبہ مثلاً منصف و رجب دونوں کی عدول حکمی
 قانوناً ناجائز ہے مگر جب دونوں میں اختلاف ہو تو رجب کا حکم مقدم ہوتا ہے اور منصف کا حکم مسترد ہوتا ہے اقول
 رسول و امیر کی زندگی میں اگر اختلاف ہو تو رسول کا حکم مقدم ہے اور اگر بعد رسول کے امیر کی زندگی میں اختلاف
 ہو تو امیر کا حکم مقدم سمجھا جائیگا کیونکہ امیر رسول کے حکم کے وجہ جانتا ہے اور اگر ان دونوں کے حکم میں
 بعد ان دونوں کے اختلاف ہو تو جب کو ترجیح ہوگی وہ حکم مقدم کیا جائیگا اور اگر کسی حکم کو انہیں سے ترجیح

نہیں ہو سکتی تو وہ دونو بقاعدہ تعارض ساقط ہو جائینگے کیونکہ اگر بدون ترجیح رسول کے حکم پر عمل کیا جائے
 تو امیر کی نافرمانی لازم آئیگے اور امیر کی نافرمانی رسول کی نافرمانی ہے تب اس صورت میں تابعداری اور نافرمانی
 رسول کی دونو ایک ہی وقت میں لازم آوینگی و علیٰ ہذا القیاس اگر امیر کے حکم پر عمل کیا جائی تو رسول کی
 نافرمانی ہو گے اور امیر کی تابعداری اور امیر کی تابعداری رسول کی تابعداری ہے تب اس صورت میں ہی
 رسول کی تابعداری اور نافرمانی ایک ہی وقت میں لازم آوینگی امین و رسول کو منصف اور حج پر قیاس کرنا
 غلط ہے کیونکہ یہ دونو حاکم مستقل ہوتے ہیں حج نے منصف کو منصف نہیں بنایا اور رسول نے امیر کو امیر بنایا ہے
 پس یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے یہاں تک جناب مولوی ہدایت اللہ صاحب کے دلائل پر جو اعتراضات
 کئے گئے تھے ان کے جوابات دئے گئے ہیں اب جناب مولوی عبدالحق صاحب کے دلائل کو ذکر کر کے اوپر جو اعتراضات
 کئے گئے ہیں ان کے جوابات دئے جاتے ہیں مولوی عبدالحق صاحب نے تقلید کے ثبوت ان دو آیتوں سے استدلال
 کیا ہے و فرلنا علیک الکتاب قبیانا لکل شئی یعنی اے نبی! اور اچھنے اوپر تیرے کتاب بیان کرنے والی چیز کو اور
 دوسری آیت میں ہر فیہ تفصیل کل شئی یعنی قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے اور قرآن میں ہر چیز میں تفصیل ہے ساتھ
 نہیں پائی جاتی تو معلوم ہوا کہ قرآن میں اجمالاً سب چیز کا بیان ہے اور منجملہ ان چیزوں کے جو قرآن میں اجمالاً پائی
 جاتے ہیں عام خاص مشکب اہل ظاہر نفس مفسر محکم مخفی مشکل مجمل مشابہ حقیقت مجاز صریح کنایہ عبارات انشائیہ
 دلالت النص میں اور یہ مرقطہ ہر ان سب چیزوں کو قرآن شریف سے امام ابو حنیفہؒ نے لکھا ہے کیونکہ وہ مجتہد اول ہیں
 باقی سب مجتہدوں نے طریقہ اجتہاد کا انہیں سے سیکھا ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اشیاء مذکورہ اور ان کے احکام
 قرآن شریف کے آیات احکامی کی تفصیل میں چنانچہ زیادہ بیان اس امر کا عالم اصول فقہ میں بالمشرح موجود ہے
 تب امام ابو حنیفہؒ بمقتضای ان دو آیتوں کے مفصل قرآن میں اگر ان کی تقلید کی جاتی تو قرآن شریف کی اس
 تفصیل کا مطلب کیونکر معلوم ہوتا پس تقلید ان کی بمقتضای ان دو آیتوں کے واجب و ضرور ہے قولہ ہمارے
 دوست فریاد و آیت پیش کر کے ظاہر کیا ہے کہ قرآن میں احکام منجملہ مذکور ہیں اور اس اجمال کے تفصیل کی
 ضرورت ہے اور یہی کام مجتہدوں کا ہے اگر ان کی تقلید کی جاوے تو قرآن کے اجمال کی تفصیل کیونکر معلوم ہو سکتی
 ہو چہاں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں دینا میں پیغمبر کی ہے اور احکام الہی لوگوں کو پہنچا دیے اور انہوں نے قرآن شریف
 کے اجمال کی تفصیل اور احکام کا بیان صاف طور پر کیا یا نہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اور ان کے بار و اصحاب کے وقت
 احکام الہی ظاہر ہوئے اور ان پر عمل ہوا یا نہیں اور وقت میں احکام الہی کا ظاہر ہوا اور ان پر عمل نہ ہوا کوئی مسلمان

نہیں کہہ سکتا پہر جب یک نام و سوقت میں ہو چکے تھے پہر مجتہد کا کیا کام ہو اور انکو اصلاح کی کیا ضرورت باقی
 رہی اقول حضرت صلعم کے زمانہ میں قرآن شریف کی تفصیل کی ضرورت نہ تھی۔ جو شخص اسلام میں داخل ہوتا تھا اسکو
 نماز روزہ حج زکات وغیرہ اصول دین بتا دیتے تھے ہر مسئلہ کے وجوہ اور دلائل ہمیں بتائی جاتے تھے ثبوت اس عوی
 صحابہ کے حالات سے ظاہر ہے اور اسی تعلیم کا نام تبلیغ احکام ہے اور انکو لوگوں کو آپس میں دین کے مسائل میں خلاف ہم
 و بہ صورت وقوع حضرت صلعم اور انکو نزاع کو دفع فرماتے تھے اخیر زمانہ صحابہ کو جب اس جماعت کی ہر سو فرقی جدا ہو گئے
 اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے مذہب کی تقویت میں دلائل عقلی و نقلی پیش کرنا لگا اور نہارون حدیث میں موضوع بنی لیکن
 اور ہر شخص اپنے مذہب کو حق اور دوسرے کو مذہب کو باطل سمجھنے لگا الغرض اس امت میں جو مہم بہت بڑا خلفشار پیدا
 ہوا تھا امام ابو حنیفہ نے بتائے الہی قرآن شریف سے احکام استنباط کر کے ہر مسئلہ کے اصول قائم کرو اور ان
 اصول کے مطابق امام وراف کو شاگرد اجتہاد کرنے لگے اور ان حضرت کا اجتہاد اسطورہ واقع ہوا کہ کوئی فرقہ اسلام
 کا اس اجتہاد کا مقابلہ نہیں کر سکتا بلکہ سب اہل اسلام کو طریقہ اجتہاد انہیں سے ہی سیکھا ہے اور ان حضرت قرآن
 شریف کی تفصیل اسطورہ کی ہے کہ اول تو قرآن شریف سے خاص عام مشترک ماول ظاہر بض مفسر محکم مخفی مشکل
 بھن مشابہ حقیقت مجاز صریح کنایہ عبارت النص اشارت النص دلالت النص لکھا لو میں اور بعد اسکو ان سب
 چیزوں سے احکام استنباط کئے ہیں چنانچہ تفصیل اس جلال کی علم اصول فقہ میں موجود ہے اور کچھ بات ظاہر ہے کہ یہ
 تفصیل قرآن کی حدیث میں نہیں پائی جاتی تب یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت صلعم نے تبلیغ احکام فرمائی ہے
 تفصیل کیونکہ اس زمانہ میں اس تفصیل کی کچھ ضرورت نہ تھی اور چونکہ اب تفصیل اور تبلیغ میں فرق نہیں
 جانتے تھے ان کے لئے قرآن ہی دعوہ و بالغرض اگر یہ بات مان ہی لیجاوے کہ حضرت صلعم قرآن کی تفصیل مثل
 مجتہدین کو کہہ کر تو اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ امام ابو حنیفہ اور باقی مجتہدین مفصل قرآن نہیں میں ورنہ
 لازم آتی ہے یہ بات کہ حضرت ابن عباس کی تفسیر کے بعد کسی تفسیر کی حاجت نہ ہو اور کسی مفسر قرآن کو مفسر قرآن
 نہ کہیں کیونکہ حضرت ابن عباس کی تفسیر اول تھا سیر ہو اور جب وہ قرآن شریف کی تفسیر لکھے چکی تو بقول آج کی باقی
 تفسیر لکھی گیا حاجت اور ابن مفسرین کی اصلاح کی کیا ضرورت و علیٰ ہذا القیاس جب امام مالک کو موطا جمع کی
 تو باقی کتب حدیث کی کیا حاجت اور امام بخاری اور باقی محدثین کی اصلاح کی کیا ضرورت مگر ایسی لوح بات سوای
 آپ کے رد سے کوئی نہیں کہہ سکتا ثابت ہوئی یہ بات کہ حضرت صلعم کے زمانہ میں احکام کا ظاہر ہونا اور اسوقت میں
 قانون پر عمل ہونا ثانی اس بات کو نہیں ہے کہ مجتہدین مفصل قرآن نہوں جناب مولوی عبدالحق صاحب کی دوسری

وکیل مثلاً حد ثنا لیس عن عقیل عن امام بخاری جو بیچہ فرمایا ہے کہ حدیث بیان کی مجھے عقیل سے سنی ہے۔
 بخاری کا ہوا اسکے ماننے پر کیا دلیل ہے جو اسکی دلیل ہے وہی تقلید کی دلیل ہے۔ قولہ ہمارے جو بیچہ کہا ہے کہ
 امام بخاری کو حد ثنا یہ جو دلیل ہے وہی تقلید کی دلیل ہے۔ میں اس تقریر کے اول ایک مثال دیتا ہوں جس سے کسی کو
 ظاہر ہو جاوے گا اور سکھائے گا۔ کھل جائیگا مثلاً حج صاحب کے یہاں ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں منجانب مدعی منصف صاحب
 گواہ تھے حج نو عند المباحثہ یہ کہا کہ دعوی مدعی سچا ہے کیونکہ منصف صاحب نے اس میں گواہی دی ہے اور انکی گواہی بیشک قابل اعتبار
 ہے وکیل مدعا علیہ نے جو ہمارے دوست کو فہم تھے جواب دیا کہ منصف صاحب کی گواہی کو آپ معتبر نہیں کہتے اور اسکو
 نہیں مان سکتے کیونکہ اول کا فیصلہ مسترد کر کے میں جو فیصلہ نہیں ماننے کی وجہ ہے وہی گواہی کو بھی نہ ماننے کی وجہ ہے
 حج صاحب ایسی بحث کرتے ہوئے وکیل کو سوای یہوقوف کو اور کیا کہیں گے کہ مسترد فیصلہ منصف صاحب کا بیچہ مطلب
 نہیں ہے کہ ہم انکو جھوٹا اور غیر معتبر آدمی جانتے ہیں بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ انکی رائے میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ قول مثلاً
 میں مخالفتی اور کج روی کو راہ دیا گیا ہے اس مثال کو اصل مدعا سے کوئی تعلق نہیں ہے مولوی عبدالحق صاحب کی یہ خبر
 نہیں ہے کہ حضرت صلح کی حدیث میں راوی کی تقلید کرنا چاہیے اور حضرت کے قول کو راوی کا قول سمجھنا چاہیے جیسا کہ اخیر
 انکی تقریر کا مطلب سمجھا ہے اور اپنی سمجھ کے موافق جواب دیا ہے کہ وہ دفعہ قانونی ہے نہ قول اس وکیل کا اور وہ حکم عام
 ہے نہ حکم اس چہرے کا اور وہ مقولہ سعدی ہے نہ قول ادش شخص کا بلکہ انکی غرض اس بیان سے بیچہ ہے کہ امام بخاری
 سے بیکہ حضرت صلح تک جتنی متبوع و میانی راویوں کے ہیں ہر متبوع میں راوی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس حدیث کو اپنی استاد
 سے سنا ہے یہ قول تو اس راوی کا ہے نہ حضرت صلح کا پس اس قول راوی کو بلا دلیل مان لینا تقلید شخصی ہے اور انکی اس
 مثال کو اس بیان کے رو سے کوئی تعلق نہیں ہے اور علاوہ اسکے اس مثال میں ایک غلطی فاحش یہ ہے کہ مثال اپنے مثال
 سے مطابق نہیں ہے مثال میں ایک شخص خاص کی راوی اور تجویز اور گواہ کا ذکر ہے یعنی منصف کی تجویز غلط ہونے سے یہ لازم
 نہیں کہ انکی گواہی بھی غلط سمجھی جائے ہم کہتے ہیں کہ گواہ کے صحیح ہونے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ انکی تجویز غلط ہے یہ امر
 ممکن ہے کہ گواہی اور تجویز دونوں صحیح اور درست ہوں اور نہ میں کہتا تاقتضیٰ اور مثال میں یہ فرماتے ہیں کہ امامون کی
 راوی غلط ہے یہ لازم آتا کہ روایت حدیث کی شہادت ثانی جائے اسمیں دو شخصوں کی گواہی اور تجویز کا ذکر ہے یعنی گواہی روایت
 حدیث کی اور تجویز امامون کی دوئم مثال میں گواہ کا صحیح ہونا اور تجویز کا غلط ہونا نسبت ایچ کے ہے اور وہ شخص ہے
 اور مثال میں مقام پر روایت حدیث کی گواہ کا صحیح ہونا نسبت غیر مقلدین کی ہے اور امامون کی تجویز کا صحیح ہونا نسبت
 مقلدین کے ہے اور یہ بات ظاہر ہے اور بیچہ لوگ دو فرقے ہیں پس بھی
 مثال اپنی مثال نہ سے مطابق نہیں ہے سو ہم امامون کی رائے ماننے اور روایت حدیث کی گواہی کو میں کہتا ہوں

چہارم ممکن ہے کہ اماموں کی تجویز صحیح ہو اور روایات حدیث کی گواہی غلط ہو ان دو میں نسبت تباہی کی ہے
ایک کو دوسرے کوئی علاقہ نہیں جسکی وجہ سے ایک کو ماننے سے دوسرے کا ماننا لازم آتا پس امام کی راہی نہ ماننے اور روایات حدیث
کی گواہی ماننے پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی بیان فرمائی ورنہ تقلید شخصی ثابت پنجم اس دعویٰ پر جو دلیل قایم کی گئی ہے
وہ بھی قابل غور ہے فرماتے ہیں قولہ کیونکہ راہ کی بنا سمجھ پر ہے و شہادت کی بنا دیکھنی یا سنتی پر اقول اول تو یہ دلیل
دعویہ سے عام ہے اس واسطے کہ سمجھ ممکن ہے کہ اماموں کی راہ اور روایات حدیث کی شہادت دونوں نفس امام میں صحیح ہوں اور
دونوں کو لوگ انتہے تباس صورت میں جو چیز قول روایت کو ماننے کی دلیل ہوگی وہی راہ اماموں کے ماننے کی دلیل ہو اقول
روایات کو بلا دلیل ماننا تقلید شخصی ہے پس قول امام کو ماننا بھی تقلید شخصی ہے اندونین اس وقت میں کوئی فرق نہیں ہے نہ ششم
یہ دلیل فی نفس غلط ہے کیونکہ جیسا کہ راہ کی بنا سمجھ پر ہے ویسی ہی شہادت کی بنا بھی سمجھ پر ہے گواہ کی سمجھ تک نہیں
نہ گواہی اسکی قابل اعتبار نہیں ہو سکتی حالانکہ گواہ جہاں پر روایات حدیث ہیں اصول حدیث میں لکھا ہے کہ جب تک
راوی کی سمجھ درست نہ ہو اسکی حدیث ضعیف ہے قابل اعتبار نہیں ہے ثابت ہوئی یہ بات کہ شہادت کی بنا بھی سمجھ پر ہے اور
سمجھ قاعدہ اپنے غلط سمجھ سے قولہ باقی رہی یہ بات کہ امام نے اپنی راہ سے کھاتھا اسپر خود انکا قول اتر کو قوی جبکہ
بیان ہم چھلے کر چکے ہیں دلیل ہے اقول اسکا جواب ہم دیکھتے ہیں قولہ ہمارے دوست نے دو چیزیں اپنے دلیل میں
پیش کی ہیں ایک بالغو اعنی دلوائتا یعنی بھونچا و ہمارے طرف سے اگر چہ ایک ہی آیت ہو دوسری حدیث فیلبغ
الشاہد الخائب یعنی حاضر غائب کو پوچھا وے اس دلیل کو دعویٰ سے کیا تعلق ہے دعویٰ تو یہ ہے کہ ساری مسائل
میں ایک ہی امام کی تقلید یعنی یہ دلیل انکی بات مان لینا واجب ہے اور دلیل یہ ہے کہ پیغمبر فرمایا ہے کہ جسکو ہماری ایک بات بھی معلوم
ہو وہ پوچھا دی سچاں اللہ دعویٰ و دلیل میں کس قدر مطابقت ہے اقول ان دو حدیثوں کو دعویٰ سے تعلق سمجھ کر کہ
کہ جب صحابی ان دو حدیثوں کو کسی شخص سے بیان کر لگا تو ضرور قال رسول اللہ صلعم کہ گا اور سمجھ قول مقولہ اسی صحابی کا کہ
نہ حضرت صلعم کا پس اس قول صحابی کو بلا دلیل مان لینا تقلید شخصی ہے اتب سمجھ دلیل کو دعویٰ سے مطابقت ہے یا نہیں
قولہ فقہ کے معنی لغت میں فہم اور سمجھ کے ہیں اور حدیث کے معنی حکایت اور بات کے ہیں پس ان دونوں کے نام ہی ہو
دونوں کا فرق معلوم ہوتا ہے اقول مثلاً اندو کے نام ہی سے فقیر و محدث کا فرق بھی معلوم ہوتا ہے فقیر سمجھدار دانش مند کو کہتے ہیں
یعنی جسکو دین کے امور میں سمجھ ہو وہ فقیر اور محدث خالی حکایت اور بات بیان کرنے والے کو کہتے ہیں اسکو سمجھ کر کچھ کام نہیں ہوتا
وہ صرف بات لیتا اگر تاسی خواہ وہ بات صحیح ہو یا غلط الحمد للہ کہ یہی اللہ تعالیٰ کی تعزیر ہے کہ ایسی باتیں کہ جو غلط ہوں وہ غلط ہوں اور غلط ہوں وہ غلط ہوں
ہمارے دوست نے یہ بات پیش کی ہے طبعوا اللہ و اطعوا الرسول و اولی الامر من بعدہ و اولی الامر من بعدہ کی راہ کی اور بالعداری کی اور بالعداری کی
اختیار والوں کی اپنی ہیں اور اپنی امام کو مصداق اولی الامر کا بھی ہے قطع نظر اور بعد کے اس آیت پر صریح طور پر تقلید شخصی باطل ہو گئی

کیونکہ اسمین لفظ اولی الامر کے معنی خود کسی بن اختیار والوں کو نہ صرف ایک قول اس اعتراض کا جواب ہم کی مرتبہ چکر
 میں لیکن واسطی قسلی اور اطمینان سائل کی کچھ تھوڑا سا پھر عرض کرتا ہوں اس آیت سے اور آپ کے اس بیان سے مجھے بہت
 کی تقلید ثابت ہوئی باقی رہی یہی ہے کہ کلام بوجیفہ کی تقلید سے وہ اجماع امت سے ثابت ہے قییب بارہ سو برس کے امام ابو حنیفہ
 کی تقلید سے اس امت موجود کا اجماع ہو چکا ہے پس تقلید مطلق اس آیت سے اور تقلید شخصی اجماع امت سے ثابت ہوئی قولہ
 وقت نزول اس آیت کی جو لوگ اس لفظ کی مصداق تھے ان سب کو معزول ہو کر امام ابو حنیفہ کو ان کی جگہ منصوب ہوئی کی کیا
 اقول وقت نزول اس آیت کی حضرت صلعم کے صحابہ موجود تھے اور وہی لوگ مصداق اس کے تھے ان کو گو کو معزول ہو کر اس
 زمانے کے اولی الامر کو ان کی جگہ منصوب ہوئی کیا وجہ اور بعد انتقال حضرت صلعم کے حضرت ابو بکر صدیق کو اور ان کے بعد حضرت
 عمر فاروق کو اور ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین کو اور ان کے بعد حضرت علی کریم اندوہ کو منصوب ہونے کی کیا وجہ قولہ
 تیسرے لفظ اختیار کے معنی اجتہاد کیونکہ ہوئے اقول لفظ اختیار کے معنی اجتہاد کے نہیں کہو گئے ذرا ہوش میں آئی
 لفظ اولی الامر کے معنی اختیار والے بیان کی گئی ہیں ترجمہ دیکھی دنیا میں اہل اسلام کو لوگ دو طرح کی ہیں پادشاہ اہل
 اسلام بھی دنیا کے امور میں اختیار والے ہیں علماء مجتہدین بھی حضرات دین کے امور میں بوجہ اجتہاد کے اختیار والے
 ہیں دونوں صورتوں میں تقلید شخصی آیت ہو پادشاہ اسلام مقلدین ہیں ان کی اطاعت امت مرحومہ کو اس حکم الہی سے
 واجب و ضروری ہو وہ لوگ خود مقلدین اور تقلید شخصی کا حکم دیتی ہیں پس ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے قولہ چوتھی اس
 آیت میں اطاعت خدا و رسول و امام کی مذکور ہے پس اگر رسول اور اولی الامر میں اختلاف ہو تو کس کو ترجیح ہوگی اقول
 یہ بھی کیا مہل سوال ہے ہم پوچھتے ہیں کہ جب اندوہ اور رسول میں اختلاف ہو تو کس کو ترجیح ہوگی قولہ پانچویں اگر اس
 آیت کے موجودہ وفان تنازعہ عثم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول یعنی جب جہاد و تم لوگ کسی بات میں تو اس کو خدا
 و رسول کے طرف رجوع کرو پس اس وقت میں کہ جبکہ اور اختلاف پریش ہو خدا و رسول کے طرف یعنی کتاب الہی اور سنت و
 رسول کے طرف رجوع کرنا چاہئے نہ امام کے طرف پس اس سے تقلید باطل ہوئی ثابت اقول اگر اوس مسئلہ تنازعہ کو اندوہ رسول
 کے کلام میں نہ پادین تو کیا کریں کیا اپنی جی سے اور کسی بھی حرام و کبھی حلال کھیں یہ بات ہرگز نہ تھیں کیا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ
 حضرت صلعم نے انتقال فرمایا تھا اس وقت صحابہ نو درباب خلافت اختلاف کیا تھا انصار کہتے تھے کہ امیرین سے ہونا چاہیے اور
 صحابہ جہن کہتے ہیں امیرین سے ہونا چاہیے ان لوگوں نے اندوہ رسول کے طرف رجوع کر کے حضرت ابو بکر صدیق کو خلیفہ بنایا تھا اباجل حضرت
 رجوع کر کے علی بن ابی القیس خلافت حضرت عثمان اور حضرت علی بن ابی طالب سے یہ بات ہوئی یہ بات کہ جہاں مل تنازعہ کو ان میں پادین اجماع
 امت کے طرف رجوع کرنا چاہیے اور اہل جہاد کو کتابوں میں اس کے کو دیکھنا چاہیے پس اس وقت کا اختلاف تقلید کے بارے میں

اول تو اختلاف ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام امت مرحومہ شرق و غرب تقلید شخصی پر اجتماع کر چکی ہے اور چھ چند آدمی کا
 فقرہ جدیدہ جو ہندوستان اور نجدین بعد اجتماع امت کو تقلید شخصی پر لکھا ہے اسکی نسبت جماعت مقلدین کو ساتھ
 ایسی بھی نہیں ہو سکتی جیسے کہ میں نے ابھی لکھا تھا اختلاف ہی کیا وبالغرض اگر اس فقرہ کا اختلاف اعتبار ہی کیا جاوے
 تو اسکی نظیر صحابین درباب خلافت پائی گئی ہے پس سطح اون لوگوں نے اجتماع کی طرف رجوع کر کے اس اختلاف
 کو رفع کیا تھا اسی طرح ہم لوگوں کو بھی اجتماع کی طرف رجوع کر کے اس اختلاف کو دفع کرنا چاہی اور چھ بات ظاہر
 ہے کہ امت مرحومہ کا اجتماع تقلید شخصی پر نہیں بلکہ تقلید شخصی واجب ہی اجتماع امت سے مثل خلافت کو اگر کوئی چھ
 کہے کہ اجتماع سے ملا اجتماع مجتہدین عہد کا اصول فقہ میں لکھا ہے اور تقلید شخصی کے بار میں اجتماع مجتہدین عہد ثابت نہیں
 ہے تب کیونکہ تقلید شخصی اجتماع سے ثابت ہوئی جواب اسکا یہ ہے کہ جو مسئلہ مجتہدین کے زمانہ میں پایا گیا اون میں البتہ اجتماع
 مجتہدین کا شرط ہے اور جو مسئلہ بعد زمانے مجتہدین کو پایا گیا ہے اور میں اجتماع علماء امت شرط ہے اجتماع مجتہدین اور مسئلہ
 تقلید بعد زمانے مجتہدین کے اہل سنت و جماعت میں مروج ہوا ہے پس اس مسئلہ جماعتی میں اجتماع علماء اہل سنت و جماعت
 کافی ہے اگر کوئی چھ کہے کہ سب علماء اہل سنت و جماعت تقلید شخصی پر اجتماع نہیں کیا ہے کیونکہ علماء فقرہ و بابیہ تقلید شخصی
 کے منکر ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو یہ فقرہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اسکی تحقیق گذر چکی ہے وبالغرض اگر
 یہ فقرہ اہل سنت و جماعت میں داخل ہے مانا جاوے تو یہی اسکا انکار اجتماع کو منافی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر تھوڑے
 آدمیوں کا خلاف جماعت کبیرہ کو اجتماع کو باطل کرے تو لازم آتی ہے چھ بات کہ خلاف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بات
 ہے چھ بات کہ یہ کہ چھ خلاف بلا خلاف صحابہ کو اجتماع سے ثابت ہوئی تھی حالانکہ حضرت معاویہ اور انکی انصاری صحابہ
 اس اجتماع کے خلاف تھے تب ثابت ہوئی چھ بات کہ تھوڑے آدمیوں کا خلاف جماعت کبیرہ کے اجتماع کی منافی نہیں
 ہو سکتا قولہ پانچویں دلیل مولوی عبدالحی صاحب کی چھ آیت ہے اذ اجاء ہم امر من الاصل الخوف
 الا قیئہ حاصل اسکا اسی قدر ہے کہ پچھلے بڑی خبر سن کر اسکو مشہور نہیں کر دینا چاہی بلکہ اسکو طرف رسول کو و
 الی الامر کے پیش کرنا چاہی تاکہ وہ لوگ دیکھیں کہ چھ خبر سچی ہے یا جھوٹی اسکو اس عوی سے کہ تقلید شخصی
 واجب ہے کیا تعلق ہے ہم کہتے ہیں کہ اس سے تقلید شخصی کیا بلکہ مطلق تقلید باطل ہو گئی کیونکہ موافق اس آیت کو
 کوئی بات سن کر یوں ہی نہیں مان لینا چاہی بلکہ رسول کی کتاب اور اختیار والوں کو اقوال سے ملا لینا چاہی اور قول
 اس آیت سے استنباط ثابت ہوتا ہے اور چھ ادا اسکو کہنے میں مجتہد کو اس بات لیجانا اور انکی بات ماننا ثابت ہوا
 اور یہی تقلید شخصی اور آپکا یہ فقرہ کہ رسول کی کتاب اور اجتہاد والوں کو اقوال سے ملا لینا چاہی چھ بات ہے پھر یہی لکھا

دعویٰ کی تائید کرتا ہے مجتہدین لوگ دین میں اختیار والے ہیں جو مسئلہ رسول کی کتاب میں نہ پایا جاوے اسکو مجتہد
 کے اقوال سے بقول آنکر ملا لینا چاہیے تب پھر اختلاف جو تقلید شخصی کے بار میں واقع ہوا ہے اسکو بھی بطلان کی مجتہد
 کے اقوال سے ملا لینا چاہیے اور انکی کتابوں میں پھر لکھا ہے کہ غیر مجتہد کو مجتہد کی تقلید ضروری اور واجب ہے پس پھر
 اس قول سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تقلید شخصی واجب ہے قول علاوہ ان سب کے میں کہتا ہوں کہ شخصی کے معنی جب
 پھر نہ ہو کہ ہر مسئلہ میں ایک ہی امام کی تقلید کرنا تو میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ وجوب تقلید شخصی کے سبب سے
 بنا بر اختلاف پڑا ہوا ہے میں پھر لوگ اپنی امام کے مقلد ہیں یا نہیں اگر مقلد ہیں تو امام کا قول اس بارہ میں دیکھیں
 اور اگر اس مسئلہ میں امام کے مقلد نہیں تو دو حال سے خالی نہیں ہر ایک کے امام نے اس مسئلہ میں لکھا یا نہیں اگر نہیں
 کہا تو اولاً تقلید شخصی نہیں رہی کیونکہ اس مسئلہ میں دوسرے کے طرف جانا ہو گا دوسرے قول ملا محمد عارف
 صاحب درمولوی ہدایت اللہ خان صاحب کا کہ امام نے ساری مسئلے تحقیق کر کے واسطے عمل لوگوں کو ٹھیک کر دیے انکو
 ہو گیا کیونکہ امام نے ایسا مسئلہ جس کے سبب مسلمانوں میں اس قدر اختلاف پڑا ہو اسکا اکل چھوڑ دیا اقول اس
 اعتراضات کا جواب ہم کئی مرتبہ اس کتاب میں لکھ چکے ہیں لیکن واسطے تشفی سائل کے کچھ تھوڑا سا بیان پہنچا
 عرض کیا جاتا ہے ہر مسئلہ میں امام کی تقلید کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس مسئلہ کو امام نے بالتصیح بیان کیا ہو یا امام
 کے اصول کے قواعد وہ مسئلہ مستنبط ہو سکنا ہو پس مسئلہ تقلید شخصی اگرچہ امام نے بالتصیح بیان نہیں کیا لیکن امام
 کے اصول کے قواعد سے یہ مسئلہ مستنبط ہو سکتا ہو امام اور جمیع اہل سنت کو نزدیک چار حجۃ شریعہ میں کتابت اجماع قیاس اور
 مسئلہ تقلید شخصی ان چاروں سے ثابت ہے کتاب سنت اجماع کا بیان ہم کئی مرتبہ اس کتاب میں تقلید شخصی کے ثبوت میں لکھ
 بین باقی رہا قیاس سے بھی مسئلہ حدیث حضرت معاذیہ قیاس بھی ہو سکتا ہے اور خلافت خلفاء پہنچی اسکو قیاس
 کر سکتے ہیں پس تقلید شخصی چاروں حجۃ شریعہ سے ثابت ہے اور ہر مسئلہ حجۃ شریعہ سے ثابت ہوا وسمین مقلدین امام کے
 مقلدین تب اس مسئلہ میں بھی لوگ امام کے مقلد ہیں ہمارے اس بیان سے بھی غرض نہیں ہے کہ جو مسئلہ چار حجۃ
 شریعہ سے ثابت ہوا وہی مسئلہ میں مقلدین امام کی تقلید کرتے ہیں اور جو مسئلہ ایک حجۃ سے ثابت ہوا وہیں مقلدین امام کی تقلید نہیں
 کرتے بلکہ مطلب تمھارا یہ ہے تقلید شخصی کا مسئلہ چاروں حجۃ شریعہ سے ثابت ہے پس انکار اسکا ضلالت ہے قولہ اب میں دیکھتا ہوں
 کہ انکو امام نے اس مسئلہ میں کیا کیا مسلم الثبوت انکی کتاب معتبر ہمارے فیہ طبعین سلیم کر چکے ہیں میں لکھا ہے عن ائمنا لا یحل
 لاحد ان یقول یقول لنا ما لہم فی من این قلنا لاینے ہمارے اماموں نے کہا ہے کہ حلال نہیں ہے کہ کسی کو ہمارے باتوں کو
 بتائے پھر بیان کہ ہم نے کہا ہے کہ ہمارے اماموں نے کہا ہے کہ حلال نہیں ہے کہ کسی کو ہمارے باتوں کو بتائے
 اپنے امام کے مخالف ہیں اور انکا دعویٰ تقلید شخصی بالکل غلط اور انکے امام کے خلاف ثابت ہو گیا پس تقلید شخصی انکی باطل ہے

اقول اس مقام میں مسائل نے بدیہانتی کو راہ دیا ہر عبارت مسلم الثبوت کی غلط بیان کی ہر مغالطہ بیکار بنام مطلب ثابت کیا
اصل عبارت مسلم الثبوت میں کی جیسے و افتاء غیر المجتہد بحدیث مجتہد تعریفاً علی اصول انکامہ طلقاً علی سبب الیہ
اصلاً بالنظر و المناظر و هو المستفی بالمجتہد المذہب جاز عن ائمتنا لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم من
ابن قلنا ترجمہ فتویٰ دینا غیر مجتہد کو اور پر مذہب مجتہد کے تعین ہے اور براہ وصول اس کے اگر واقفیت رکھتا ہے اس کے
او وصول پر اور بنا پر اور وہ مفتی اہل نظر اور مناظرہ ہوا اور اس مفتی کو مجتہد بالمذہب کہتے ہیں یہ فتویٰ دینا اس کا
جانب ہے اس عبارت کے بعد یہ عبارت ہے من ائمتنا لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم من قلنا جملہ ثانی کا ترجمہ
یعنی ہمارے اماموں نے کہا ہے کہ حرام ہے ہمارے قول پر فتویٰ دینا اور کسی جو ہمارے قول کی اصل و دلیل بخین جانتا اور جو شخص
ہمارے قول کی اصل و دلیل جانتا ہے اور شخص ہمارے قول پر فتویٰ دینا جاسو مسلم الثبوت کی اس پوری عبارت
سے چند امر ثابت ہوتے ہیں اول یہ کہ ہمارے اماموں پر مسئلہ اولہ شرعیہ سے نہایت ہر دو م جو شخص سبیل کے دلائل بخونی بخین جانتا
اور کو فتویٰ دینا حرام ہے سوئم یہ کہ غیر مجتہد کو مجتہد کی تقلید واجب کیونکہ مسلم الثبوت میں اس عبارت کے اول میں لکھا ہے
غیر المجتہد المطلق ولو عالم بالذمہ بالتقلید یعنی جو شخص مجتہد مطلق نہیں ہے اس کو مجتہد کی تقلید لازم ہے اگرچہ
وہ عالم ہے کیونکہ نہ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عالم اور جاہل دونوں کو تقلید مجتہد کی لازم ہے چہرہ امام سے تقلید شخصی
کے مسئلہ میں یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص ہمارے مسائل کے دلائل بخائے اس کو فتویٰ دینا ہمارے قول پر حرام ہے لیکن تعلیم
تعلیم اور عمل اور ہر امر بخین ہے اور اپنے بعض مغالطہ اور فیہ کی لفظ ان یفتی کو ان یقول سے بدل کر اماموں پر افتاء باندی
پس اس عبارت سے تقلید شخصی ثابت ہوئی اور اس مسئلہ میں تقلید میں امام کے قول کے موافقی ہیں - شاہ ولی اللہ
کے کلام حاصل پس اشرت بکتاب موطا کہ تالیف امام ہمام حمۃ الاسلام مالک بن انس واقع شد قولہ عن ابی
اذنکے ظاہر ہے کہ وہ تقلید کو باطل جانتے تھے اقول شاہ ولی اللہ صاحب کی اس عبارت سے تقلید شخصی امام مالک کی ثابت
ہوتی ہے کیونکہ جب شاہ صاحب امام مالک کی موطا کے پیرو ہو تو ضرور امام مالک کی مقلد ہو اور امام مالک شخص واحد

پس تقلید شخصی اور نیکے اس عبارت سے ثابت ہوئی نہ باطل -
قطعہ تاریخ جامع فضائل کمال جہانموی حکیم عیادت حسین صاحب کمالی
چون بفضل خالق عرشین طبع شایین نسخہ نافع ترین
بھلائی گفت ہاتھ از صد نسخہ کے مثل کو تاریخ این
۱۲۹۷ھ فصلی
کتاب کے کل حقوق محفوظ ہیں المشتمل علی عبد الرحمن
مخزن عالم بفضل علیہ حق شوق پسند و ہم جن
کر تالیف چون الفضل خدا این سال کہ یہ نیست در
بہ تاریخ بے سرائکار نسخہ کے مثالی زود بگو
۱۲۹۷ھ فصل











